نمبر ۵۳ | مورخہ ۷ جنوری سنہ ۱۹۳۰ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۶ شعبان سنہ ۱۳۴۸ھ | جلد ۱۷

مدینۃ المسیح

بفضل خدا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی طبیعت اچھی ہے حضور نے ۳۔ جنوری سنہ ۳۰ء خطبہ جمعہ میں جماعت کو نئے سال میں یادہ سرگرمی کے ساتھ تبلیغ احمدیت کی طرف توجہ دلائی۔ حضور کی طرف سے ۳۱۔ دسمبر کی شام کو بیس کے قریب ان اصحاب کو دعوت طعام دی گئی جو ایام جلسہ میں احباب کو حضور سے ملاقات کرانے کے کام پر متعین رہے

۳۱۔ دسمبر جناب مولوی ذوالفقار علی خاں صاحب کی بڑی اہلیہ صاحبہ جو عرصہ سے علیل تھیں۔ وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ نے سنہ ۱۹۰۵ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی تھی قرآن شریف پڑھنے پڑھانے کا بہت شوق تھا۔ احباب دعا کریں رحمہ اللہ تعالےٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔

۳ جنوری مولانا شوکت علی صاحب تھوڑی دیر کے لئے قادیان تشریف لائے اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور نے انہیں چند منٹ ملاقات کا موقعہ بخشا۔

مسلم سے خطاب

جناب مولوی ذوالفقار علیخاں صاحب گوہر کی نظم جو آپ نے جلسہ سالانہ کے لئے کہی

اے مسلم جاں باز ذرا شور مچا دے
اسلام تو زندہ ہے۔ مگر مردہ ہیں پیرو
باطل نے بنائے ہیں۔ جو یہ قلعہ سنگیں
باقی نہ رہیں دیر و کلیسا کے طلسمات
لاہمتِ مردانہ کو میدانِ عمل میں
کمزور سمجھتے ہیں تجھے دشمنِ ایماں
اے ولیم فاتح کے جواں مردِ سپاہی

پھر نعرۂ تکبیر سے دُنیا کو ہلا دے
ان مُردوں کو اعجاز مسیحا سے جلا دے
اُٹھ عزم جہانگیر کی ٹھوکر سے گرا دے
دُنیا کے ہر اِک گوشہ میں وُہ آگ لگا دے
پھر وسعتِ تسخیر کا نظارہ دِکھا دے
ایماں کی طاقت کا مزہ اُن کو چکھا دے
لڈ گیٹ یہ دجّال کا سر تن سے اُڑا دے

برطانیہ کو نور سے اسلام کے بھر دے
انگریز کو اسلام کا منّاد بنا دے

اے فضل عمر حضرت محمود کے لشکر
ہر فتنۂ و شر صفحۂ ہستی سے مٹا دے

بھولی ہوئی ہے ید بیضا کے کرشمے
جادو وہی پھر آنکھوں میں دنیا کی جگا دے

ظلمات کی تاریکی میں مغرب ہے گرفتار
اے نیّر اسلام جھلک اپنی دکھا دے

مغرب سے نکل ڈال ضیا بار شعاعیں
مشرق کی نگاہوں میں چکاچوند لگا دے

آغوش تعیش میں پڑی سوتی ہے دنیا
اک نالۂ شبگیر سے ان سب کو جگا دے

تاریکی عصیاں سے ہے دنیا میں اندھیرا
ایمان ضیا بخش سے ظلمت کو مٹا دے

گھر بیٹھے ہوئے سنتے ہیں دنیا کی صدائیں
ہاں تو انہیں آواز خداوند سنا دے

یہ برق کی رفتار کے ماہر ہیں انہیں تو
رفتار تغیّر کی روانی کا پتا دے

یہ تیز نظر لاکھ سہی پھر بھی ہیں اندھے
دیکھا ہے جو کچھ تو نے وہ ان کو بھی دکھا دے

مستقبل عالم سے یہ لاعلم ہیں بے شک
جو تجھ کو بتایا ہے خدا نے وہ بتا دے

آتشکدہ عشق بتاں گرم ہیں ہر سو
توحید کے چھینٹوں سے انہیں جا کے بجھا دے

بے مہری انسان سے پر آشوب ہے دنیا
پیغامبر امن ہے تو درس وفا دے

ہیں بھیس میں انسان کے جنگل کے درندے
اس غول بیاباں کو پھر انسان بنا دے

ہیں کینہ و شر سیرت انساں پہ مسلّط
تو کید شیاطیں سے دنیا کو چھڑا دے

ہے مادیّت روح پہ انسان کی غالب
تو عالم ارواح سے انساں کو ملا دے

بھٹکے ہوئے ہیں راہ محبت سے یہ ناداں
اے خضر طریقت انہیں رستے پہ لگا دے

اس پر یہ ستم ہے کہ بنے پھرتے ہیں رہبر
یہ جہل مرکّب ہے کوئی ان کو بتا دے

ایماں نہیں ملتا جسے عرفاں نہ ہو حاصل
ملتی ہے یہ دولت اسے خود جسکو خدا دے

ہو سر بکف اور مانگ خدا سے یہ دعائیں
اسلام کے رستے سے ہر اک روک ہٹا دے

بھر سینۂ عالم کو پھر ایمان و یقیں سے
پھر نقش وفا آئینۂ دل میں جما دے

دے شفقت و رحمت سے زمانہ کو ہدایت
دینے دے انہیں گالیاں تو ان کو دعا دے

احساں کی جزا کچھ بھی نہیں احساں کے سوا اور
انساں نہیں جو غیر کا احسان بھلا دے

ہر قوم ہے لالچ میں تعصب میں گرفتار
امراض یہ مہلک ہیں۔ خدا ان سے شفا دے

یہ قومیت و ملک و حکومت کا تخیّل
نافع ہے گر انسان کو محسن یہ بنا دے

کیا فائدہ اس دولت نایاب سے گوہر
انساں کو جو دوزخ اسفل میں گرا دے

اخبار احمدیہ

تلاش بستر

بندہ کا بستر بٹالہ اور لاہور کے درمیان ۲۱۔ دسمبر گم ہوگیا ہے۔ جس میں ایک رضائی۔ ایک کھیس۔ ایک چادر۔ ایک پگڑی سیاہ۔ ایک چھوٹی حمائل شریف مترجم۔ دو تین اور کتابیں نیز دو دوائی کی شیشیاں وغیرہ تھیں۔ اگر کسی دوست کو ملے۔ تو اطلاع دیں۔ غلام حسن احمدی معرفت سردار محمد موسیٰ خان صاحب۔ ای۔ اے۔ سی۔ ملتان۔

تلاش عزیز

ایک لڑکا جس کا نام عباس علی۔ عمر ۱۷/۱۸ سال۔ چہرہ کے دائیں طرف داغ سیاہ چھوٹا سا۔ قد لمبا پتلا۔ دانت چوڑے۔ ڈیڑھ سال سے عدم پتہ ہے۔ اگر کسی کو ملے۔ تو ذیل کے پتہ پر اطلاع دے کر ممنون فرمائیں۔ اکبر خان بلانی۔ ضلع گجرات۔

درخواست ہائے دعا

۱۔ میرا بھائی مرض دق میں مبتلا ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔ خاکسار سید حسین شاہ ڈیرہ
۲۔ میری بیوی عرصہ سے بیمار ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔ خاکسار ڈاکٹر محمد شفیع جڑانوالہ
۳۔ میرے دو لڑکے بیمار ہیں۔ احباب دعائے صحت کریں۔ خاکسار غلام محمد پھیرالہ ضلع شیخوپورہ
۴۔ عاجز ایک مصیبت میں مبتلا ہے۔ احباب دعا کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ اس سے نجات دے۔ صوبے خان پٹواری علاقہ لہڑیاں
۵۔ خاکسار کی بیوی بہت بیمار ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔ خاکسار محمد حسین ڈاک روڈ۔
۶۔ شیخ محمد حاتم صاحب احمدی کی اہلیہ تین چار روز سے ہیضہ میں مبتلا ہیں۔ احباب دعائے صحت کریں۔ خاکسار عبد القدوس ملاباری

اعلانات نکاح

۱۔ عزیزم ڈاکٹر محمد سعید صاحب ایم بی بی ایس۔ میڈیکل پریکٹیشنر جے پور کا نکاح عزیزہ زبیدہ خاتون بنت قاضی محمد شریف صاحب بی۔ اے ایس ڈی۔ او۔ کے ساتھ مبلغ ایک ہزار مہر پر۔ اور عزیزہ معصومہ خاتون بنت قاضی محمد حنیف صاحب ضلعدار نہر موضع کشن گڑھ کا نکاح چوہدری عبد الرشید صاحب بی اے۔ ایس۔ اے۔ ڈی کے ساتھ مبلغ ایک ہزار مہر پر مولوی ابراہیم صاحب بقاپوری نے مورخہ ۳۱۔ دسمبر سنہ ۱۹۲۹ء کو پڑھائے۔ اللہ تعالےٰ مبارک کرے۔ خاکسار ڈاکٹر محمد منیر امیر جماعت احمدیہ امرتسر

۲۔ میرے بھتیجے شیخ محمد حسین صاحب جنرل سکرٹری جماعت احمدیہ ملتان کا نکاح شیخ رحمت اللہ صاحب احمدی سکنہ امرتسر کی لڑکی مسماۃ غلام فاطمہ سے بتاریخ ۳۱ دسمبر پڑھا گیا۔ لڑکی کے والد نے حق مہر اپنی دلی خواہش سے صرف قرآن شریف با ترجمہ لڑکی کو پڑھوانے کا مقرر کرایا۔ خاکسار صاحب دین ٹھینگرہ ہاؤس گوجرانوالہ۔

۳۔ خورشید بیگم دختر چوہدری فضل داد صاحب سکنہ کھیوا چک نمبر ۱۲۶ کا نکاح غلام حیدر ولد چوہدری شہاب الدین صاحب سکنہ گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ کے ساتھ بعوض مہر مبلغ پندرہ سو روپے پر مولوی سید سرور شاہ صاحب نے ۳۱ دسمبر ۱۹۲۹ء پڑھا۔ خاکسار رفیق احمد

۴۔ خواجہ محمد شریف احمدی کلرک ڈاکخانہ رسالپور چھاؤنی کا نکاح مسماۃ رحیم بی بی بنت میر کرم دین صاحب ساکن کنجاہ سے بعوض مہر مبلغ ۷۰۰ روپیہ اور زیور ۴۰۰ روپیہ محمد الطاف خان صاحب سکرٹری احمدیہ جماعت نوشہرہ چھاؤنی نے مورخہ ۲۳۔ ستمبر ۱۹۲۹ء کو پڑھایا۔

۵۔ علی اکبر ولد چوہدری حسین بخش صاحب کا نکاح ۵۰۰ روپے مہر پر سردار بی بی ہمشیرہ بابو محمد الدین ساکن گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ سے۔ اور سید احمد ولد حسین بخش صاحب کا نکاح ۵۰۰ مہر پر فاطمہ بی بی ہمشیرہ چوہدری نذیر احمد صاحب گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ سے سید محمد سرور شاہ صاحب نے ۳۰۔ دسمبر ۱۹۲۹ء کو پڑھے۔ مولا بخش چک نمبر ۳۵

ولادت

۱۔ میرے گھر خدا تعالےٰ نے ۲۳۔ نومبر ۱۹۲۹ء اپنے فضل سے لڑکا عطا فرمایا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے شریف احمد نام تجویز فرمایا۔ خاکسار فیض احمد احمدی پاکپتن

۲۔ میرے بھائی صاحب حمید اللہ خاں مستری کے ہاں خداوند کریم کے فضل و کرم سے اور حضرت خلیفۃ المسیح کی دعاؤں کی برکت سے ۲۸ دسمبر ۱۹۲۹ء کو پہلا لڑکا تولد ہوا ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ نیک صالح۔ خادم دین بنائے۔ خاکسار امان اللہ گورنمنٹ کالج گجرات۔

دعائے مغفرت

۱۔ جان پارہ مخدوم عزیزۃ القدر توقیر الاسلام زبیدہ طاہرہ بائیس روز بیمار رہ کر شب درمیان ۱۳/۱۴ دسمبر ۱۹۲۹ء بوقت ساڑھے دس بجے اپنے مالک و مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہو گئی۔ احباب مرحومہ کے لئے دعائے مرحمت و مغفرت کریں۔ خاکسار شکر اللہ خان از ڈسکہ ۲۔ ۱۴/۱۵ نومبر کی درمیانی رات برادر اکبر خواجہ عبد اللہ صاحب حاجی کی اہلیہ محترمہ کا انتقال ہوگیا۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔ خاکسار عبد الغفار از بنڈہ پور کشمیر۔ ۳۔ صوبیدار غلام حسین صاحب ۱۰ دسمبر فوت ہوگئے ہیں۔ مرحوم نہایت مخلص احمدی تھے۔ احباب دعائے مغفرت فرمائیں۔ خاکسار عبد الغفار چک نمبر ۲۱۵ ضلع منٹگمری ۴۔ ۱۶۔ دسمبر ۱۹۲۹ء میری بیوی برضاء الٰہی فوت ہوگئی ہے۔ احباب دعائے مغفرت فرمائیں۔ اللہ دتا احمدی سلانوالی ضلع سرگودھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل ۱۰
نمبر ۵۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۷ جنوری ۱۹۳۰ء | جلد ۱۷

جلسہ سالانہ میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی تقریر

چند اہم اور ضروری امور کے متعلق اظہار خیالات

۲۸ دسمبر ۱۹۲۹ء جلسہ سالانہ میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے جو تقریر فرمائی۔ وہ چونکہ اہم وقتی امور پر مشتمل تھی۔ اس لئے خلاصۃً درج ذیل کی جاتی ہے۔ تاکہ احباب جلد ان امور کے متعلق راہ نمائی حاصل کر سکیں ؛۔

حضورؑ نے اول تو احباب کو ان ایام میں زیادہ عرصہ قادیان میں ٹھیرنے کی نصیحت فرمائی۔ پھر اس سال اپنے طویل عرصہ علیل رہنے کا ذکر کرتے ہوئے اس کام کا ذکر کیا۔ جو قرآن کریم کے اردو نوٹوں کے مرتب کرنے اور ترجمہ انگریزی کے متعلق ہوا۔ اسی سلسلہ میں حضورؑ نے حضرت صاحبزادہ میاں بشیر احمد صاحب ایم اے کی تصنیف کردہ سیرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا۔ اور اس کے جلد شائع ہونے کی توقع دلائی ؛۔

حافظ روشن علی صاحب مرحوم کا ذکر خیر

ان امور کے بعد حضورؑ نے نہایت دردناک الفاظ میں حضرت حافظ روشن علی صاحب مرحوم کی وفات کا ذکر کیا۔ اور ان کی خوبیاں بیان فرمائیں

حضورؑ نے فرمایا۔ میں سمجھتا ہوں میں ایک نہایت

وفادار دوست

کی نیک یاد کے ساتھ بے انصافی کروں گا۔ اگر اس موقعہ پر حافظ روشن علی صاحب کی وفات پر اظہار رنج و افسوس نہ کروں۔ حافظ صاحب مرحوم نہایت ہی

مخلص اور بے نفس

انسان تھے۔ میں نے ان کے اندر وہ روح دیکھی۔ جسے اپنی جماعت میں پیدا کرنے کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواہش تھی۔ ان میں تبلیغ کے متعلق ایسا جوش تھا۔ کہ وہ کچھ کہلوانے کے محتاج نہ تھے۔ بہت لوگ مخلص ہوتے ہیں۔ کام بھی اچھا کرتے ہیں۔ مگر اس امر کے محتاج ہوتے ہیں۔ کہ دوسرے انہیں کہیں۔ یہ کام کرو۔ تو وہ کریں۔ حافظ صاحب مرحوم کو میں نے دیکھا۔ وہ سمجھتے تھے۔ گو خدا تعالےٰ نے خلیفہ مقرر کیا ہے۔ مگر ہر مومن کا فرض ہے۔ کہ

ہر کام کی نگہداشت

کرے۔ اور اپنے آپ کو ذمہ وار سمجھے۔ وہ اپنے آپ کو سلسلہ کا ایسا ہی ذمہ وار سمجھتے تھے۔ جیسا اگر کوئی مسلمان بالکل اکیلا رہ جائے۔ اور وہ سمجھے۔ یہ ان میں ایک نہایت ہی

قابل قدر خوبی

تھی۔ اور اس کا انکار ناشکری ہو گی۔ یہ خوبی پیدا کئے بغیر جماعت ترقی نہیں کر سکتی۔ کہ ہر شخص محسوس کرے۔ سب کام مجھے کرنا ہے۔ اور تمام کاموں کا میں ذمہ وار ہوں میں سمجھتا ہوں۔ ایسے ہی لوگوں کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا۔ کہ اگر مجھے

چالیس مومن

میسر آ جائیں۔ تو میں ساری دنیا کو فتح کر لوں۔ یعنی ان میں سے ہر ایک محسوس کرے۔ کہ مجھ پر ہی جماعت کی ساری ذمہ واری ہے۔ اور میرا فرض ہے۔ کہ ساری دنیا کو فتح کروں۔ خدا کرے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش سے بہت بڑھ چڑھ کر ایسے لوگ ہوں۔ جیسا کہ نبیوں کے متعلق خدا تعالےٰ کی سنت ہے۔ ایسے چالیس آدمی نہیں۔ بلکہ لاکھوں میسر کر دے۔ جن میں سے ہر ایک یہ سمجھے۔ کہ

آسمان اور زمین کا بار

اٹھانا اسی کا فرض ہے۔

ترقی جماعت

پھر اس سال افراد کے لحاظ سے جماعت نے جو ترقی کی۔ وہ بیان کی۔ سماٹرا میں احمدیت کی ترقی وہاں کے احباب کا حصول دین کی خاطر قادیان آنا۔ اور احمدیہ مشن امریکہ کی کامیابی کا ذکر فرمایا ؛۔

مذبح کا معاملہ

پھر مذبح قادیان کے واقعات کا اختصار کے ساتھ ذکر کرتے ہوئے اس کے متعلق احباب جماعت کے جوش کی تعریف فرمائی

سیاسی تحریکات اور جماعت احمدیہ

سیاسی تحریکات کے متعلق فرمایا :۔

ایسی تمام تحریکات جو قانون شکنی کا موجب نہ ہوں۔ فساد اور بدامنی پیدا نہ کریں۔ ان میں ہم شریک ہو سکتے ہیں۔ اور

دوسروں سے بڑھ کر

ان میں حصہ لے سکتے ہیں۔ کیونکہ مومن کا یہ بھی کام ہے۔ کہ لوگوں کو ان کے حقوق دلائے۔ یہ اسلام کا حکم ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی اسلام یہ بھی حکم دیتا ہے۔ کہ شرارت نہ ہو۔ فساد نہ ہو فتنہ نہ ہو۔ دنیا ہمیں خواہ کچھ کہے۔ ہم سب کچھ برداشت کر لیں گے لیکن جو

دین کا حکم

ہے۔ اسے ہم کسی حالت میں بھی نہیں چھوڑ سکتے۔ بعض لوگ گھبرا کر لکھتے ہیں۔ اگر ہم دوسروں کے ساتھ ان کے ہر ایک کام میں شامل نہ ہوں۔ تو وہ گالیاں دیتے ہیں۔ مگر میں کہتا ہوں۔ کیا تم لوگوں نے پہلے گالیاں نہیں کھائیں۔ اگر راستی اور امن قیام کے لئے لوگ برا بھلا کہیں۔ تو کہہ لیں۔ ہمیں اس کی پرواہ نہیں۔ ہاں ہم تمام ان تحریکوں میں جو قانون کے اندر ہوں ہر

جائز خدمت اور جائز قربانی

کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اور بحیثیت جماعت ان میں شامل ہو سکتے ہیں۔ البتہ

افراد کا حق نہیں

کہ آپ ہی آپ کسی تحریک میں شامل ہو جائیں۔ جو گورنمنٹ سرونٹ نہیں۔ وہ کانگریس میں بھی شامل ہو سکتے ہیں۔ مگر اپنے آپ نہیں۔ جماعت کے نمائندے بنکر جا سکتے ہیں یہی حال مسلم لیگ اور دیگر سوسائٹیوں کا ہے کہ ان میں احمدی جماعت کے نمائندے ہو کر جائیں۔ تاکہ ہماری پالیسی متحدہ طور پر ان کے سامنے آ سکے ؛۔

سوراج کے متعلق

لوگ پوچھتے ہیں۔ کہ ہمارا کیا خیال ہے۔ اس کا جواب میں نے پہلے بھی دیا ہوا ہے۔ اور اب بھی دیتا ہوں۔ کہ پہلے سوراج گھر سے شروع ہونا چاہیئے۔ اور

نفس پر حکومت

کرنا سیکھنا چاہیئے۔ اگر یہ نہیں۔ تو ملک تو الگ رہا۔ ایک گاؤں کے لئے بھی سوراج حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ جن لوگوں میں درندگی اور دہشت ہو۔ ان کو حکومت ملے۔ تو وہ ایک دوسرے کو پھاڑیں ہی گے ؛

اخبارات سلسلہ کو ہدایت

چونکہ روز بروز ایسی تحریکیں نکلتی رہتی اور ایسے امور پیش آتے رہتے ہیں۔ جن میں جماعت کو راہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے میں اپنی جماعت کے اخبارات کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ ہر ایسی بات کے متعلق فوراً مجھ سے پوچھ کر ہدایت شائع کر دیا کریں۔ تاکہ لوگ دبدہ میں نہ رہیں۔ اس سے اخبارات کو بھی فائدہ ہوگا۔ کہ وہ اپ ٹوڈیٹ اور زیادہ دلچسپ بن جائینگے۔ اور لوگوں کو بھی فکر نہ رہے گی۔ کہ کسی معاملہ کے متعلق انہیں کیا رویہ اختیار کرنا چاہیئے۔

ہمارے اخبارات

سمجھتے ہیں۔ چونکہ دیگر امور کے متعلق ہم خبریں شائع نہیں کرتے۔ اس لئے جماعت کو ان کا پتہ نہیں ہوتا۔ حالانکہ لوگ دوسرے اخبارات بھی پڑھتے ہیں۔ اور وہ اس بات کے محتاج ہوتے ہیں۔ کہ ان کے سامنے جماعت کا رویہ بیان کیا جائے۔

بیمہ

اس کے بعد حضور نے بیمہ کے متعلق اظہار خیالات کرتے ہوئے فرمایا۔ اس کے متعلق جماعت کے ایک خاص طبقہ میں ہیجان پایا جاتا ہے اور بڑی کثرت سے خطوط آتے ہیں کہ اس بارے میں فیصلہ کیا جائے۔ حضور نے اس کے متعلق جس قدر تحقیق کی۔ اس کا بالتفصیل ذکر کرنے اور

بیمہ کی مختلف صورتیں

بیان کرنے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی دو تحریروں کی بنا پر یہ فیصلہ صادر فرمایا۔ کہ بیمہ کی وہ ساری کی ساری اقسام جو اس وقت تک ہمارے علم میں آچکی ہیں۔

ناجائز

ہیں۔ ہاں اگر کوئی کمپنی یہ شرط کرے۔ کہ بیمہ کرانے والا کمپنی کے فائدہ اور نقصان میں شامل ہوگا۔ تو پھر بیمہ کرانا جائز ہو سکتا ہے۔ مگر میں نے مختلف کمپنیوں کے نمائندوں سے گفتگو کر کے معلوم کیا ہے۔ کہ موجودہ قواعد کے رو سے وہ اس قسم کا انتظام نہیں کر سکتے۔ لیکن چونکہ

جماعت کی کاروباری ضرورتیں

بڑھ رہی ہیں۔ اور ان کا پورا کرنا ضروری ہے۔ اس لئے میں چند دوستوں کے سپرد یہ کام کرنے والا ہوں۔ کہ وہ ایسی سکیم بنائیں جس کی رو سے لوگ روپیہ جمع کر سکیں۔ اور ضرورت کے وقت انہیں روپیہ مل سکے۔ اگر کوئی ایسی صورت نکل آئے۔ اور کیوں نہ نکلیگی۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ مومنین کی ضروریات پورا کرنے کے لئے کوئی جائز صورت ہی نہ رہے۔ اگر قانون دان اصحاب توجہ کریں۔ تو ایسی کمپنی بنائی جا سکتی ہے۔ جس میں روپیہ جمع کرانا ناجائز نہ ہو۔ اور ضرورت کے وقت اس سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔ اس کے متعلق میں نے بھی

ایک سکیم

بنائی ہے۔ میں اس کے متعلق قانون دان اصحاب کی رائے سن کر دیکھونگا۔ کہ اس میں تبدیلی کی ضرورت ہے یا نہیں چونکہ یہ ضرورت بہت محسوس کی جا رہی ہے۔ اس لئے اس کا ضرور انتظام ہونا چاہیئے ہاں

ایک طرح کا بیمہ

جائز ہے۔ اور وہ یہ کہ مجبوراً کرانا پڑے جیسے بعض محکموں میں گورنمنٹ نے ضروری کر دیا ہے۔ کہ ملازم بیمہ کرائیں۔ یہ چونکہ اپنے اختیار کی بات نہیں ہوتی اس لئے جائز ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فتویٰ موجود ہے۔ آپ نے فرمایا ہے۔ پراویڈنٹ فنڈ جہاں مجبور کر کے جمع کرایا جاتا ہے۔ وہاں اس رقم پر جو زائد ملے۔ وہ لے لینا چاہیئے۔

مجلس مشاورت میں عورتوں کا حق نمائندگی

اس کے بعد حضور نے مجلس مشاورت میں عورتوں کے حق نمائندگی کے متعلق فرمایا۔

ایک اور مسئلہ جس نے ہماری جماعت میں بہت شور برپا کر دیا ہے۔ وہ مجلس مشاورت میں عورتوں کے حقوق کا مسئلہ ہے۔ میں نے مجلس مشاورت میں سوال پیش کیا تھا۔ کہ عورتوں کو حق نمائندگی ملنا چاہیئے۔ یا نہیں۔ میرے نزدیک کسی مسئلہ کے متعلق اتنا جوش

جوش نہیں۔ بلکہ دیوانگی

پیدا نہیں ہوئی جتنی اس بارے میں پیدا ہوئی ہے۔ عورتیں ہیں تو کمزور مگر معلوم ہوتا ہے۔ ان میں مردوں کو بہادر بنانے کا خاص ملکہ ہے۔ بعض دوستوں میں اتنا جوش پایا جاتا ہے۔ کہ وہ کہتے ہیں اگر عورتوں کو حق نمائندگی مل گیا۔ تو اسلام مردہ ہو جائیگا۔ اس کے مقابلہ میں دوسرے فریق میں جوش نہیں دیکھا گیا۔ لیکن

عورتوں میں جوش

ہے۔ الفضل میں ایک مضمون ان کے حق نمائندگی کے خلاف جب چھپا تو لجنہ کی طرف سے میرے پاس شکایت آئی۔ کہ اب ہم کیا کریں۔ جامعہ احمدیہ میں اس مسئلہ پر بحث ہوئی۔ اور وہاں حق نمائندگی کے مخالفین کو کامیاب قرار دیا گیا ہے۔ میں نے کہا۔ تم بھی میٹنگ کرو۔ جس میں اس مسئلہ پر بحث کرو۔ کہ مردوں کا مجلس مشاورت میں حق نمائندگی ہے۔ یا نہیں۔ اور پھر فیصلہ کرو۔ کہ نہیں۔ جامعہ احمدیہ میں تو بچوں کے مضامین کا فیصلہ کیا گیا ہے نہ کہ حق نمائندگی کا۔

اگرچہ یہ معمولی سوال نہیں ہے۔ اس میں غلطی بہت خطرناک ہو سکتی ہے تاہم ایسا اہم بھی نہیں ہے۔ کہ اگر عورتوں کو حق نمائندگی دیدیا جائے۔ تو اسلام کو مردہ قرار دیا جائے۔ بے شک یہ سوال بہت اہم ہے۔ مگر اس کا

شریعت سے تعلق نہیں

شریعت سے ثابت ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مردوں سے بھی مشورہ لیا۔ اور عورت سے بھی۔ باقی رہا یہ کہ کس طریق سے مشورہ لینا چاہیئے۔ یہ نہ مردوں کے متعلق بتایا نہ عورتوں کے متعلق۔ یہ بات عورتوں کو حق نمائندگی نہ ملنے کا کوئی بڑے سے بڑا احمد بھی ثابت نہیں کر سکتا۔ شریعت نے کہا ہے مشورہ کرو۔ آگے یہ کہ کس طریق سے کیا جائے۔ یہ ہم پر چھوڑ دیا۔ کہ

زمانہ کے حالات کے مطابق

جس طرح مناسب ہو کرو۔ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت اس طرح مشورہ کیا جاتا۔ کہ شام یمن۔ حلب وغیرہ علاقوں کے نمائندے آتے۔ اور مشورہ میں شریک ہوتے۔ تو ہو سکتا تھا۔ مدینہ میں مشورہ ہی ہو رہا ہوتا۔ اور پیچھے حملہ ہو جاتا۔ اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ طریق تھا۔ کہ نماز کے لئے لوگوں کو جمع کرتے۔ اور پھر مشورہ کر لیتے۔ بعد میں اس طریق کو بدلنا پڑا۔ پس

طریق مشورہ بدلا جا سکتا ہے۔

کیونکہ یہ شریعت میں موجود نہیں۔ یہ ہم نے حالات کے مطابق خود مقرر کرنا ہے۔ اس میں اگر غلطی کرینگے۔ تو نقصان اٹھائینگے۔ مگر شریعت دفن نہ ہوگی۔ وہ زندہ ہی رہے گی۔

یہ بات ہماری جماعت کے لوگوں کو اچھی طرح یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ

آج وہ زمانہ نہیں

کہ کھڑے ہو کر کہدیا جائے۔ عورتیں ناقصات العقل والدین ہیں۔ اور اس کے یہ معنے کر لئے جائیں۔ کہ عورتوں میں کوئی عقل نہیں۔ یہ معنے خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل اور آپ سے بعد کے عمل سے غلط ثابت ہوتے ہیں۔ اگر اس کے یہی معنی ہیں جو عام طور پر سمجھے جاتے ہیں۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام سلمہ سے کیوں مشورہ لیا۔ اگر عورتیں ناقصات العقل ہوتی ہیں۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ ایسی عورتیں بھی ہوئی ہیں جنہوں نے کامل العقل مردوں کو عقل کے بارے میں شکست دی۔ اور ان کے پایہ کے مرد نہیں ملتے۔ میں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

کو پیش کرتا ہوں۔ قرآن کریم میں خاتم النبیین کے الفاظ آئے تھے۔ ادھر حدیثوں میں لانبی بعدی کے الفاظ موجود تھے۔ جوں جوں زمانہ نبوت سے بُعد ہوتا جاتا۔ ان سے یہ نتیجہ نکالا جاتا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا۔ اس

خطرہ کے انسداد کیلئے

کسی مرد کو توفیق نہ ملی۔ سوائے حضرت علیؓ یا ایک دو اور کے۔ مگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دھڑلے سے فرماتی ہیں۔ قولوا خاتم الانبیاءؐ ولا تقولوا لا نبی بعدہٗ یہ تو کہو۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ مگر یہ نہ کہو۔ کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اب دیکھ لو۔ اس زمانہ کے مامور نے کس کی تصدیق کی۔ ان کی جنہیں ناقصات العقل کہا جاتا ہے۔ یا ان کی جو کامل العقل کہلاتے تھے۔ اگر اس وقت وہ یہ کہتیں۔ کہ میں جسے ناقصات العقل میں شامل کیا جاتا ہے۔ کیوں بولوں۔ تو آج اس بارے میں کس قدر مشکلات پیش آتیں۔ اور ہم کتنے میدانوں میں شکست کھاتے۔ جب ہم خاتم النبیین کے یہ معنے پیش کرتے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی اُمت میں سے آپ کی غلامی میں نبی آ سکتا ہے تو کہا جاتا۔ پہلے کسی نے یہ معنے کیوں نہ سمجھے۔ اب جب یہ کہا جاتا ہے۔ تو ہم کہتے ہیں۔ دیکھو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی نے بھی یہی معنے کئے۔

دراصل ناقصات العقل والدین

تسبیتی امر

ہے۔ کہ مرد کے مقابلہ میں عورت کم عقل رکھتی ہے۔ یعنی کامل سے کامل مرد سے کامل سے کامل عورت عقل میں کم ہوگی۔ اور دوسرے درجہ کے مرد سے دوسرے درجہ کی عورت کم ہوگی۔ اور اس سے کوئی انکار نہیں کرتا۔ بعض باتیں مردوں سے تعلق رکھنے والی ایسی ہیں جن میں عورتوں کو پیچھے رہنا پڑتا ہے۔ جیسے لڑائیاں اور جنگیں ہیں۔ پس ناقصات العقل نسبتی امر ہے۔ اور اس سے

عورتوں کا حق نمائندگی

نہیں مارا جاسکتا۔ کیونکہ اگر ایسا کیا جائے۔ تو سب کے سب اوّل درجہ کی عقل رکھنے والے مردوں کو حق نمائندگی ملنا چاہئیے۔ دوسروں کا حق نہیں ہونا چاہئیے۔ مگر مجلس مشاورت میں جو نمائندے آتے ہیں ان میں گو اعلےٰ درجہ کی عقل رکھنے والے بھی ہوتے ہیں۔ مگر بعض ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جو کچھ نہیں جانتے۔ ان سے بڑھکر بیسیوں مرد دوسرے مقامات پر موجود ہوتے ہیں۔ اور مرد ہی نہیں۔ بیسیوں عورتیں بڑھکر ہوتی ہیں۔ مثلاً ایک ایسا شخص جو کسی گاؤں سے آتا ہے۔ اور مجلس مشاورت کا نمائندہ ہوتا ہے۔ اس سے زیادہ واقفیت رکھنے والے بہت سے ہماری جماعت کے مرد لاہور میں ہوتے ہیں۔ مگر انہیں نمائندگی کا حق نہیں دیا جاتا۔ غرض عورتوں کو نمائندگی دینا ان کا حق ہے۔ مگر دیکھنا یہ ہے۔ کہ

کس طرح

انہیں یہ حق دیں۔ میں سمجھتا ہوں۔

الفضل کے مضامین

پڑھکر بعض لوگوں کو تو یہ خیال پیدا ہوگیا ہوگا۔ کہ جہاد کا موقعہ آگیا ہے۔ مگر انہیں یاد رکھنا چاہئیے۔ عورتوں کا یہ حق ہے۔ ہاں سوال یہ ہے کہ کس طریق سے ان سے مشورہ لیا جائے۔ تاکہ ان کا حق بھی زائل نہ ہو۔ اور ان کے مشورہ سے ہم فائدہ بھی اٹھائیں۔

شاردا ایکٹ

اس کے بعد حضور نے شاردا ایکٹ کے متعلق فرمایا۔

بعض دوست سمجھتے ہیں۔ اس نے شریعت پر حملہ کر دیا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کوئی بھی خطرہ کی بات نہیں ہے۔ مگر میں کہتا ہوں دونوں

افراط وتفریط

سے کام لے رہے ہیں۔ وہ بھی جن کا خیال ہے۔ کہ یہ اسلام پر حملہ کیا گیا ہے۔ اور وہ بھی جو یہ کہتے ہیں۔ کہ اس سے کوئی نقصان نہیں۔ یہ اسلام پر ہرگز حملہ نہیں ہوا۔ مگر یہ بھی صحیح نہیں۔ کہ اس سے کوئی خطرہ نہیں بیشک اسلام پر حملہ نہیں ہوا۔ مگر

مسلمانوں پر حملہ

ضرور ہوا ہے۔ اور اس سے خطرہ ہے۔ کہ اور بہت سے نقصان پہنچ جائیں۔ اس سے کوئی شخص انکار نہیں کرسکتا۔ کہ ایک کمزور اور

۱۱

بے کس لڑکی کو نابالغی کی حالت میں بیاہ دینا

بہت بڑا ظلم

ہے۔ اور اسے قوم اور جماعت کے لئے بیکار بنا دینا ہے۔ کوئی عقلمند اس کی تائید نہیں کریگا۔ اور نہیں کرسکتا۔ لیکن نکاح اور میاں بیوی کے اجتماع میں فرق ہے۔ اجتماع تو نابالغی کی حالت میں کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہوسکتا۔ مگر دیکھنا یہ ہے۔ نکاح بھی کسی صورت میں جائز ہے۔ یا نہیں۔ یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کا منشاء یہ ہے۔ کہ عورت کا

بلوغت کے بعد نکاح

ہو۔ کیونکہ نکاح سے عورت مرد کی رضامندی کا تعلق ہے۔ اور اگر بلوغ نہیں۔ تو رضامندی کیسی۔ پس اگر یہ کہا جائے۔ کہ بلا ضرورت بھی نابالغ کا نکاح جائز ہے۔ تو ہم کہینگے۔ نکاح کی غرض جو شریعت نے قائم کی ہے وہ باطل ہو جاتی ہے۔ نکاح سے غرض تو یہ ہے۔ کہ مرد و عورت ایک دوسرے کے ممد ہونیکا عہد کریں۔ اور یہ عہد نابالغی میں نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن اس میں بھی شک نہیں۔ کہ بعض حالات میں

نابالغ کا نکاح کرنیکی ضرورت

پیش آجاتی ہے۔ مثلاً ایک ایسا شخص ہے جس کی ایک بیوی فوت ہوجائے اور دوسری سے اس کے نوجوان لڑکے ہوں۔ اور وہ پسند نہ کرے۔ کہ سوتیلی بہنوں کی ولایت سوتیلے بھائیوں کے سپرد کرے۔ اور کسی اور کو ولی بنا کر وہ یہ بھی نہ چاہتا ہو۔ کہ دوسروں پر ظاہر کرے۔ اس کے گھر میں تفرقہ ہے۔ وہ نابالغ لڑکی کا نکاح کرسکتا ہے۔ مگر شریعت نے اس لڑکی کے لئے یہ رکھا ہے کہ اگر اسے یہ رشتہ ناپسند ہو۔ تو بالغ ہوکر انکار کر دے۔ اس طرح گویا نابالغ کا

صرف لفظی نکاح

ہو۔ کئی حالتوں میں یہ نابالغی کا نکاح ہی پسندیدہ ہو جاتا ہے میرے پاس کئی اس قسم کے بھی خطوط آتے ہیں۔ کہ ماں باپ نے ہمارا نکاح فلاں جگہ کیا تھا۔ ہمیں وہی جگہ پسند ہے۔ لیکن دوسرے رشتہ دار وہ رشتہ چھڑانا چاہتے ہیں۔ اسی طرح اور کئی احتمالات ممکن ہیں جن میں چھوٹی عمر کی شادی مفید ہوسکتی ہے۔ مگر یہ

شاذ ونادر

ہوتے ہیں۔ تاہم یہ ضرورت ہے۔ کہ نابالغ کی شادی کرنے کی اجازت ہو۔ مگر ایسی ضرورتوں کو بھی قربان کیا جاسکتا ہے۔ اور شریعت نے یہ جائز رکھا ہے۔ کہ

جائز امر کا ناجائز استعمال

اگر کیا جائے۔ تو اس میں روک ڈالدی جائے۔ حدیث میں آتا ہے۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں لوگ تین طلاقیں اکٹھی دے کر پھر مل جاتے۔ حضرت عمرؓ نے کہا۔ یہ شریعت کے ساتھ ہنسی ہے۔ اب اگر کوئی تین طلاقیں اکٹھی دیگا۔ تو اسے پھر ملنے کی اجازت نہ ہوگی۔ تو یہ جائز ہے۔ کہ اگر کسی جائز بات کا ناجائز فائدہ اٹھایا جائے۔ تو اس سے روک دیا جائے۔ مگر اس کا فیصلہ خود مسلمان کریں۔ دوسروں کو اس کا حق حاصل نہیں ہے کیونکہ اگر وہ دخل دینگے۔ تو

دوسرے مسائل

پر بھی اس کا اثر پڑیگا۔ مثلاً گائے کا ذبح کرنا مسلمانوں کیلئے جائز ہے۔ کل کو ہوسکتا ہے۔ ہندو اسکے خلاف قانون پاس کردیں۔ اسی طرح طلاق جائز ہے ایک سے زائد بیویاں کرنا جائز ہے۔ ان کے خلاف بھی غیر مذاہب والے قانون پاس کرسکتے ہیں۔ مگر ان مسائل میں دخل دینا کوئی مسلمان برداشت نہ کریگا۔ اس وجہ سے نابالغی کی شادی میں رکاوٹ خطرناک ہے۔ مگر اسکا

علاج

یہ نہیں۔ جو بعض لوگوں نے تجویز کیا ہے۔ کہ دس دس [illegible] کی لڑکیوں کی شادیاں کردیں گے۔ یہ اپنا نقصان آپ کرنے [illegible]

اس کے بعد حضور نے یہ ثابت کیا۔ کہ مسلمانوں کو ایسے

قانون کی ضرورت

نہیں۔ کیونکہ ان میں بچپن کی شادی کا بہت کم رواج ہے۔ اور وہ بھی روز بروز دور ہو رہا ہے۔ پھر حضور نے ان امور کی تشریح فرماتے ہوئے جن کی

اسلام میں اجازت

ہے۔ بتایا۔ کہ بعض ایسی اجازتیں ہیں۔ جن کا شریعت نے ضمناً ذکر نہیں کیا۔ بلکہ انہیں شریعت کا جزو بنا لیا ہے۔ اور کہدیا ہے۔ یہ باتیں کرو۔ تو ان کے متعلق ایسا حکم ہے۔ ان اجازتوں میں کسی کا دخل دینا بہت زیادہ بُرا ہے۔ بچپن کی شادی بھی انہی میں سے ہے۔ شریعت نے اس کی اجازت دی۔ اور اس کے لئے بعض احکام بیان کئے۔ کہ لڑکی بالغ ہوکر چاہے۔ تو ایسی شادی سے انکار کرسکتی ہے۔ پھر اسی اجازت کی ایک قسم یہ ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر خود عمل کیا ہو۔ اور بچپن کی شادی ایسی ہی اجازت ہے۔ کہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر عمل کیا

یعنی حضرت عائشہ کے ساتھ بچپن میں نکاح کیا۔ اور ۱۲ سال کی عمر میں ان کا رخصتانہ ہوگیا۔ یہ صحیح ہے۔ کہ عرب میں بلوغت جلد ہو جاتی ہے۔ اور یہ بھی صحیح ہے۔ کہ حضرت عائشہ رضؓ کے قویٰ اعلےٰ درجہ کے تھے۔ لیکن ان کی عمر ۱۲ سال کی تھی۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں تشریف لے گئیں۔ اب اگر ان کی عمر کے متعلق یہ انتظار کیا جاتا۔ کہ ۱۴ سال کی ہو جاتی۔ تو صرف ایک سال انہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں رہنے کا موقعہ ملتا۔ اور دین کی بہت سی باتیں نامکمل رہ جاتیں۔ مگر جو [illegible] انہیں ملا۔ اس میں انہوں نے دین کی بڑی خدمت [illegible] اسی لئے ضروری تھا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ [illegible] وسلم کے پاس انہیں ایسے وقت میں جبکہ اللہ تعالےٰ لانا [illegible] آپ کی صحبت سے فیض حاصل کرکے دنیا کو فائدہ پہنچا [illegible] ہیں اسی لئے انہیں جلد بالغ کر دیا۔ تو جس بات [illegible] نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمل کیا۔ اور جائز [illegible] دیا اس سے

قطعاً روکنا

بہُت اہم ہے۔ میں تو اس کے متعلق یہ کہتا ہوں۔ کہ بچپن کی شادی سے روکو۔ مگر عارضی۔ جب تک کہ مُسلمان اس اجازت سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں۔ قطعی مت روکو ؛

اب اس کے متعلق طریق یہ ہے۔ کہ

گورنمنٹ کو بتایا جائے

کہ اس قانون میں کیا کیا نقائص ہیں۔ اور اس سے مسلمانوں کو کیا کیا خطرات ہیں۔ اگر گورنمنٹ یہ اقرار کرے۔ کہ ایسی باتوں میں اُنہیں دخل نہ دیا جائے گا۔ تو پھر اطمینان ہو سکتا ہے۔ اور ہم اُسے برداشت کر لیں گے ؛

مالی پہلو

اس کے بعد حضوُر نے

مالی حالت

کو مضبوط بنانے کی طرف توجہ دلاتے ہوُئے فرمایا:۔

میں نے اپنی تحریک میں ذکر کیا تھا۔ کہ سلسلہ پر مالی بوجھ پڑا ہوُا ہے۔ جو زمیندار جماعتوں کی وجہ سے ہے۔ اس لئے نہیں۔ کہ ان کے اخلاص میں کمی ہے۔ بلکہ اس لئے کہ پے در پے ایسے حادثات ہوئے ہیں۔ جن سے فصلوں کو بہت نقصان پہونچا ہے۔ مگر یہ بھی صاف بات ہے کہ سلسلہ کے کام جماعت نے ہی کرنے ہیں۔ اس لئے باقاعدگی کے ساتھ چندہ ادا کرنا چاہیئے۔ مجھے گمان نہیں۔ بلکہ یقین ہے۔ کہ پورے طور پر بعض جماعتیں اس طرف توجہ نہیں کرتیں۔ کہ سب کو

سلسلہ کا بوجھ

اٹھانا چاہیئے۔ اس لئے سارا بوجھ چند جماعتوں پر پڑا ہوُا ہے۔ میں سب دوستوں کو اور خصوصاً کارکنوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وُہ اپنے اپنے طور پر جائزہ لیں۔ اور دیکھیں۔ کونسے دوست کم چندہ دیتے ہیں۔ یا نہیں دیتے۔ اپنے

آئندہ سال کے پروگرام میں

ایسے لوگوں کی سستی اور کمزوری دُور کرنا خاص طور پر رکھا جائے۔ جس طرح انہیں باقاعدگی کے ساتھ چندہ دینے کی عادت ہے۔ اسی طرح دوسروں کو بھی ہو سکتی ہے۔ اگر ہمت اور استقلال سے دوست کام کریں۔ تو خدا تعالےٰ برکت دے گا۔ ابھی دیکھا ہے

چندہ جلسہ سالانہ

کے لئے تحریک کی گئی۔ باوجود اس کے کہ سردیوں میں کئی قسم کے بوجھ ہوتے ہیں۔ پھر یہاں آنے کے لئے بھی خرچ کی ضرورت تھی۔ مگر دوستوں نے پوری توجہ کی۔ ۱۶ ہزار کے قریب روپیہ آچکا ہے۔ اور اگر وعدے ملائے جائیں۔ تو ۱۸ ہزار بن جاتا ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے چندے بھی دوستوں نے ادا کئے ہیں۔ ایسی نظیر سوائے مخلصین کے اور کوئی نہیں پیش کر سکتا۔ بعض لوگوں کو

ایک غلطی

لگ رہی ہے۔ اور وُہ یہ کہ جو لوگ نئے سلسلہ میں داخل ہوتے ہیں۔ یا جو سست ہیں۔ انہیں چندہ کی تحریک نہ کرنی چاہیئے۔ اس سے انہیں ابتلا آئے گا۔ حالانکہ ایسے لوگوں کو مضبوط کرنے کے لئے قربانی کرانے کی ضرورت ہے۔ اور یہ اپنے

بھائیوں پر بدظنی

ہے۔ کہ اس طرح انہیں ابتلا آجائے گا۔ میں نے کئی لوگوں کو جب یہ غلطی دُور کرنے کے لئے لکھا۔ اور انہوں نے کوشش کی تو عمدہ نتیجہ نکلا۔ اور پھر انہوں نے لکھا۔ کہ آپ کی تحریک کی برکت سے ایسا ہوُا۔ بے شک خدا تعالےٰ برکت دیتا ہے۔ مگر اس میں ان کی کوشش کا بھی دخل ہوتا ہے۔ بعض لوگوں سے جب چندہ مانگا گیا۔ تو انہوں نے سال سال کا اکٹھا لا دیا۔ تو یہ اپنے بھائیوں کے متعلق بدظنی ہے کہ اگر ان سے چندہ مانگا گیا۔ تو انہیں ابتلا آجائیگا پس میں جماعتوں کے کارکنوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ اور اگر وُہ سست ہوں۔ تو دوسروں سے کہتا ہوں۔ کہ

چندہ کی ادائگی

میں ہر شخص سے باقاعدگی اختیار کرائیں۔ اس میں شبہ نہیں۔ کہ کامیابی خدا تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے۔ مگر جو ضرورتیں مال سے پوری ہو سکتی ہیں۔ ان کے لئے مال کی ضرورت ہے۔ اور اس کے بغیر کام نہیں ہو سکتا۔ بعض جگہ کے

پریزیڈنٹ یا سکرٹری

خود سست ہوتے ہیں۔ جب کوئی تحریک کی جائے۔ تو اسے اس لئے روک دیتے ہیں۔ کہ اگر کسی کو چندہ دینے کے لئے کہا۔ تو وُہ کہیگا خود بھی لاؤ۔ ایسی جگہ دوسرے دوستوں کو کھڑا ہو جانا چاہئے۔ ابھی میں نے حافظ روشن علی صاحب مرحوم کی مثال پیش کی تھی۔ کہ ہر شخص اپنے آپ کو

دین کا رکھوالا

سمجھے۔ اگر دیکھیں۔ سکرٹری یا پریزیڈنٹ سست ہے۔ تو خود کام کریں۔ کئی جماعتیں ایسی ہیں۔ جہاں اسی وجہ سے نقص ہے اگر ان سست سکرٹری یا پریزیڈنٹ کو بدل دیا جائے۔ تو باقاعدہ چندہ آنے لگ جائے۔ پھر کئی جگہ چندہ میں کمی آپس کے

فتنہ و فساد

کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ دلوں کی عدم صفائی سے ایمان میں کمزوری آجاتی ہے۔ اول تو میں نصیحت کروُنگا۔ کہ ایسی جگہ جبکہ جہاں چاروں طرف دشمن ہی دشمن کھڑے ہوں۔ آپس میں فتنہ و فساد نہ کرو۔ بلکہ اگر کسی سے کوئی غلطی یا کمزوری سرزد ہو۔ تو اسے معاف کرو۔ معاف کرو۔ پھر معاف کرو۔ لیکن اگر معاف نہیں کر سکتے۔ اور سزا ہی دینا چاہتے ہو۔ تو

محبت والی سزا

دو۔ کوئی کہے۔ محبت والی سزا کیسی ہو گی۔ تو یاد رکھنا چاہیئے۔ اصل سزا یہی ہے کہ سزا دیتے وقت بھی محبت ہو۔ کینہ اور بغض نہ ہو پس اول تو معاف کرو۔ ایک دوسرے کی کمزوری سے درگذر کرو۔ اور اگر معاف نہیں کر سکتے۔ تو محبت اور پیار سے جماعت میں فیصلہ کرا لو۔ اور پھر جو فیصلہ ہو۔ اسے مان لو۔ اس طرح بھی جماعت کی بہُت ترقی ہو سکتی ہے۔ مجھے یہ سُن کر رونا آتا ہے۔ کہ آپس کی لڑائی جھگڑے کی وجہ سے ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھنی چھوڑ دی جاتی ہے۔ نماز اللہ تعالےٰ کا فرض ہے۔ نہ کہ زید و بکر کا۔ اگر احمدیت میں غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہوتی۔ تو میں تو جا جا کر مولوی ثناء اللہ جیسے لوگوں کے پیچھے بھی پڑھتا۔ اور بتاتا کہ ہمیں ان سے کوئی

بغض یا کینہ نہیں

ہے۔ اگر کوئی اپنے بھائی کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا۔ جسے خدا نے ماں جائے بھائی سے بھی بڑھکر تعلق والا بنایا ہے۔ تو وُہ اپنے ساتھ آپ دشمنی کرتا ہے۔ پس آپس کا تفرقہ دُور کرو۔ اور اتحاد پیدا کرو۔ اس طرح بھی جماعت بہُت ترقی کر سکتی ہے ؛

مالی حالت کو درست کرنے کی ایک صورت وُہ ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے الہام الٰہی سے مقرر فرمائی ہے اور وُہ

وصیت

ہے۔ مجھے یہ معلوُم کر کے تعجب ہوُا۔ کہ عورت مرد ملا کر ابھی تک دو ہزار نے بھی وصیت نہیں کی۔ حالانکہ جماعت کی تعداد بہُت زیادہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وصیت کو

جزو ایمان

قرار دیا ہے۔ احباب کو اس کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ اور یوں بھی بیت المال والے کسی نہ کسی طرح وصیت کے قریب قریب چندہ وصول کر ہی لیتے ہیں۔ مالی لحاظ سے ہی یہ بھی کہتا ہوں۔ کہ قرآن کریم کے پارے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لائف بھی شائع ہو گی۔ اس کی طرف بھی توجہ کرنی چاہیئے۔ کم از کم

تین ہزار تعداد

چھپے۔ تو سستی قیمت رکھی جا سکتی ہے۔ ابھی سے جماعتیں ذمہ واری لے لیں۔ کہ اتنی اتنی تعداد وُہ خود خرید لیں گی۔ یا بکوائیں گی۔ اس میں امداد کرنے کا ایک ذریعہ یہ بھی ہے۔ کہ بک ڈپو سے حضرت مسیح موعوُد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب خریدی جائیں۔ اس طرح فنڈ جمع ہو سکتا ہے۔ انہی دنوں حوالہ دیکھنے کے لئے میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب کشتی نوح نکالی۔ تو اس پر لکھا تھا۔ بار چہارم چھپی۔ اور ایک ہزار تعداد تھی۔ اس طرح گویا وُہ چار ہزار چھپی۔ اگر ہر شخص ایک ایک کتاب اپنے پاس رکھتا۔ تو کم از کم

ایک لاکھ

چھپ سکتی تھی۔ سب دوستوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابیں پڑھنی چاہئیں۔ کہ ان میں ہماری راہ نمائی کی گئی ہے۔

تبلیغ احمدیت

اب میں اس

اہم فرض

کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ جس کی طرف کم توجہ ہے۔ اور وُہ تبلیغ ہے۔ پچھلے سال میں نے تحریک کی تھی کہ احباب اس میں خاص طور پر حصہ لیں

۱۲

اور کم از کم اپنے پایہ کا

ایک ایک آدمی

سال میں احمدی بنانے کا وعدہ کریں۔ اس قسم کا وعدہ ۲۸۶ دوستوں نے کیا تھا۔ مجھے یقین ہے۔ کہ بہت سے دوستوں نے یہ وعدہ پورا کیا۔ مگر دفتر کے رجسٹر میں صرف ۱۶ آدمیوں کے نام درج ہیں۔ چونکہ ان کے نام جلسہ کے موقعہ پر سنانے کا میں نے وعدہ کیا تھا۔ اس لئے سناتا ہوں۔ وہ

نام یہ ہیں

(۱) منشی چراغ الدین صاحب گوردا سپور۔ (۲) نواب بی بی صاحبہ اہلیہ محمد علی صاحب فیض اللہ چک (۳) دولت خانصاحب بیری (۴) الطاف حسین صاحب اودے پور کٹیا۔ (۵) بہادر صاحب کھرپیڑ۔ (۶) دولت خان صاحب کاٹھ گڑھ۔ (۷) ملک اللہ رکھا صاحب (۸) محمد علی صاحب فیض اللہ چک (۹) بابو احمد جان صاحب نینی تال (۱۰) محمد عبدالرحیم صاحب رائچور محبوب نگر (۱۱) شیخ غلام حیدر صاحب تلونڈی راہوالی۔ (۱۲) خدا بخش صاحب جنرل سکرٹری جماعت ہانڈو ضلع لاہور۔ (۱۳) نور دین صاحب احمدی ہانڈو۔ (۱۴) اللہ داد صاحب ہانڈو۔ (۱۵) مولوی امام الدین صاحب سیکھواں۔ (۱۶) میاں نانک صاحب سیکھواں ٭

یہ رپورٹ صحیح نہیں۔ بہت زیادہ دوستوں نے وعدہ پورا کیا لیکن اگر سب نے بھی پورا کیا۔ تو بھی ۲۸۶ کی تعداد کتنی تھوڑی ہے۔ یہ بہت اہم فرض ہے۔ اور ہر احمدی کو اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔ میں نے

مسلمانوں میں زندگی

پیدا کرنے کے لئے ان کی سیاسیات میں دخل دیا۔ ان کے تمدنی معاملات میں حصہ لیا۔ ان کے معاشرتی امور کی طرف توجہ کی۔ ان کی تمدنی اصلاح کی کوشش کی۔ مگر میں آخر کار اس نتیجہ پر پہنچا۔ کہ مسلمان اگر زندہ ہونگے تو

احمدی ہو کر

ورنہ ان کی زندگی کی کوئی صورت نہیں۔ ان میں اتحاد نہیں۔ ان میں تنظیم نہیں۔ ان میں کام کرنے کی رُوح نہیں۔ اُن میں زندہ رہنے کی خواہش نہیں۔ ان میں دیانت نہیں۔ اُن میں شجاعت نہیں۔ ان میں غیرت نہیں۔ اُن کی حرص بڑھی ہوئی ہے۔ اُن میں تفرقہ پھیلا ہوا ہے۔ وُہ بغض و کینہ کا شکار ہو رہے ہیں۔ وُہ ایک دوسرے کے حسد کی وجہ سے کچھ کر نہیں سکتے۔ میں نے

چاروں طرف ہاتھ مارے

اور ہر ممکن کوشش کی کہ اُن میں بیداری پیدا ہو۔ مگر میں مایوس ہو گیا اور آخر کار میری نظر اسی کمزور جماعت پر آ کر رُکی۔ جو احمدی جماعت ہے۔ میرا اندازہ ہے۔ کہ اگر

۲۵ لاکھ افراد

کی جماعت بھی منظم اور احمدی ہو جائے۔ تو مجھے ایک اور ایک دو کی طرح یقین ہے۔ کہ اس پر پہلے دن کا سُورج نکلنے پر ہی یقیناً یورپ کے تمام فرقے تسلیم کر لیں گے۔ کہ اسلام کے غالب ہونے میں شبہ نہیں اب بھی عیسائیوں کی ایک بہت بڑی انجمن انگلش چرچ مشنری سوسائٹی نے اپنے خاص اجلاس میں فیصلہ لکھا ہے۔ کہ احمدی جماعت جہاں جہاں عیسائیت کا مقابلہ کر رہی ہے۔ اُسے شکست دے رہی ہے۔

کتنا بڑا اقرار

ہے۔ مگر ہماری ہستی کیا ہے۔ میرا یقین ہے۔ کہ اگر صرف ۲۵ لاکھ بھی احمدی ہوں۔ تو ساری دنیا پر اسلام کو غالب کر سکتے ہیں۔ ہم موجودہ حالت میں بھی غالب ہونگے۔ لیکن اس قدر تعداد ہونے پر دشمن سے دشمن بھی اقرار کرنے پر مجبور ہوگا۔ کہ اس نے ہتھیار ڈال دئے ہیں مگر ان ۷ کروڑ مسلمانوں میں کچھ بھی دم نہیں۔ پس ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ احمدیت کی اشاعت ہو۔ اب پھر ایک دفعہ میں

اپیل

کرتا ہوں۔ اس وقت یہاں نام نہیں لکھے جائیں گے۔ کیونکہ اس طرح تقریر رہ جائے گی۔ دفتر میں نام بھیج دئے جائیں۔ میں اپیل کرتا ہوں اور میرا اپیل کرنا کیا خدا تعالےٰ نے یہ حق رکھا ہے۔ میں تو ثواب میں شامل ہونے کے لئے کہتا ہوں کہ سارے احباب قطع نظر اس سے کہ ان کی بڑی پوزیشن ہے۔ یا چھوٹی۔ اگلے سال کم از کم اپنے رتبہ کے

ایک ایک آدمی کو احمدی بنائیں

خدا تعالےٰ کے نزدیک تو ہر ایک کا درجہ بڑا ہے۔ یہ میں اس وجہ سے کہہ رہا ہوں۔ کہ اس طرح تمام طبقوں میں احمدیت پھیل جائے۔ ورنہ جو بھی احمدیت میں آتا ہے۔ خدا کے نزدیک اس کا بڑا درجہ ہے۔ پھر چھوٹے بڑے اور بڑے چھوٹے ہو سکتے ہیں۔ ہو سکتا ہے۔ جو بظاہر چھوٹا نظر آئے۔ اپنے علاقہ میں تغیر پیدا کرنے کے لحاظ سے بڑا ثابت ہو۔ پس دوست اپنے نام لکھا دیں۔ ان کے نام اخبار میں درج کر دئے جائیں گے تاکہ آئندہ آنے والی نسلیں یاد رکھیں۔ نام درج ہو جانے بھی

بڑی بات

ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منارۃ المسیح کے متعلق اعلان کیا تھا۔ کہ جو سَو روپیہ دے گا اس کا نام منارہ پر لکھا جائیگا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ نام لکھا جانا بھی بڑی بات ہے۔ تاکہ اگلی نسلیں ان کے نام یاد رکھیں۔ اور جو لوگ روحانی مینار بنانے میں حصہ لیں گے۔ ان کے نام کیوں نہ یاد رکھیں گے۔ پس اپنے اپنے نام دو۔ تاکہ آئندہ نسلیں یاد رکھیں کہ انہوں نے

رُوحانی مینار

بنانے میں حصہ لیا تھا ٭

میں نے دیکھا ہے۔ نئی جماعتیں بہت کم قائم ہو رہی ہیں۔ اس لئے ارادہ ہے۔ کہ

نئے علاقوں میں

مبلغ بھیجے جائیں۔ جو وہاں رہیں اور تبلیغ کریں۔ دوست ان کی مدد کریں سیالکوٹ۔ گجرات۔ جالندھر۔ ہوشیار پور وغیرہ علاقوں کے دوست ایسے مقامات کے پتے دیں۔ جہاں دس دس۔ پندرہ۔ پندرہ میل میں کوئی احمدی نہیں۔ مگر وہاں ان کی رشتہ داریاں ہوں۔ تاکہ وہ اخلاقی مدد مبلغوں کو دے سکیں۔ اگر ایسے علاقوں کے پتے آجائیں۔ تو مبلغوں کو وہاں بھیجا جائے۔ میں نے دیکھا ہے۔ ہمارے مولویوں کو مخالفت برداشت کرنے اور گالیاں سننے کی عادت نہیں رہی۔ کیونکہ وُہ ایسے ہی علاقوں میں جاتے ہیں۔ جہاں احمدی ہیں۔ مگر وہاں جلد ترقی نہیں ہو سکتی۔ جہاں

نئی جماعت

قائم ہوتی ہے۔ وہاں جلد احمدیت پھیل جاتی ہے۔ میں امید کرتا ہوں دوست جلد ایسے حلقوں کے متعلق مجھے اطلاع دیں گے ٭

یہ بھی ارادہ ہے۔ کہ آنے والے سال میں اگر خدا تعالیٰ توفیق دے تو

ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں کا دَورہ

کروں۔ برہما کے دوستوں کا خیال ہے۔ کہ میرے جانے سے اچھی تبلیغ ہو سکتی ہے۔ بنگال کے دوستوں کی بھی مدت سے خواہش ہے۔ کہ میں وہاں جاؤں۔ اگر یہ سفر تجویز ہو۔ تو راستے کے بڑے بڑے شہروں میں بھی ٹھیر سکتے ہیں۔ اور اگر یہ سفر کامیاب ہو۔ تو اور علاقوں میں بھی جا سکتے ہیں

بھیرہ جانے کا ارادہ

مدت سے ہے کیونکہ وُہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کا وطن ہے۔

عام مُسلمانوں کی حالت

روز بروز افسوسناک ہو رہی ہے۔ اسلام کی ہتک ہو رہی ہے۔ مگر انہیں کوئی پرواہ نہیں۔ ان میں مذہب کے متعلق کچھ بھی احساس نہیں ہے۔ جو اسی طرح پیدا کیا جا سکتا ہے۔ کہ تبلیغ احمدیت پر زور دیا جائے ٭

مداہنت سے بچو

اس وقت میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں۔ کہ بعض مقامات کے متعلق شکایت آئی ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کے متعلق جلسوں کے انعقاد میں چونکہ غیر احمدیوں سے کام لینا پڑا۔ اس لئے بعض

لوگوں میں مداہنت

پیدا ہو گئی ہے۔ میں کسی کا نام نہیں لیتا۔ مگر ایسے لوگ خود اپنے نفس میں غور کر لیں۔ اگر اصل چیز ہی مٹ جائے۔ تو پھر ایسے جلسوں اور ان میں تقریروں کا کیا فائدہ۔ ایسے جلسوں کے لئے مسلمانوں کے پاس جاؤ۔ اور انہیں کہو۔ آؤ یہ ہمارا متحدہ کام ہے۔ تم بھی اس میں شامل ہو جاؤ۔ اگر وُہ شامل ہوں۔ تو بہتر۔ ورنہ اُن کی منتیں اور خوشامدیں نہ کرو۔ اگر وُہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف اور شان کے اظہار کے جلسوں میں شامل ہونگے۔ تو برکات حاصل کریں گے۔ اور اس کا فائدہ انہیں خود پہونچے گا۔ ہمارا ان کے شامل ہونے سے کوئی فائدہ نہیں لیکن یاد رکھو۔ ان کی بے جا رضامندی کے لئے اپنا دین تباہ نہ کرو۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ اگر تمہاری ہدایت میں کسی کے گمراہ ہونے کی وجہ سے فرق آتا ہے۔ تو گمراہ ہونے والے کی پرواہ نہ کرو۔ تم میں اگر کسی جگہ کوئی اکیلا ہی ہو۔ اور اس کے ساتھ کوئی شامل نہ ہو۔ تو وُہ

جنگل کے درختوں کے سامنے

جا کر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف کرنا شروع کر دے۔ اللہ تعالےٰ کے نزدیک وُہ اپنی ذمہ واری سے بری سمجھا جائے گا۔ اور اس کا نتیجہ بھی نکلے گا۔ لیکن کسی صورت اور کسی حالت میں بھی مداہنت نہیں اختیار کرنی چاہیئے۔ بلکہ

احمدیت کی تبلیغ

کھلے بندوں کرنی چاہیئے ٭

تبلیغی اشتہارات

اب کے سال یہ بھی تجویز ہے۔ کہ جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا طریق تھا۔ کہ تھوڑے تھوڑے عرصہ کے بعد چھوٹے چھوٹے تبلیغی اشتہار شائع کرتے رہتے تھے۔ اب بھی اس طرح کیا جائے۔ ایسے اشتہارات ۱۰-۲۰-۳۰ ہزار شائع کئے جائیں۔ اسی طرح امید ہے۔ نیا جوش پیدا ہو جائے گا۔ میرا ارادہ ہے۔ اگر خدا تعالےٰ توفیق دے۔ تو جنوری میں ہی ایک اشتہار شائع کر دیا جائے۔ تاکہ دوست جاتے ہی اس کام کو شروع کر دیں ؂

درس قرآن و حدیث

پچھلے سال میں نے قرآن کریم اور حدیث کے درس کی طرف احباب کو توجہ دلائی تھی۔ اب پھر توجہ دلاتا ہوں۔ جہاں جہاں درس جاری ہوا وہاں

نمایاں ترقی کے آثار

نظر آتے ہیں۔ وہاں کے احمدیوں کی اولادوں پر نمایاں اثر ہے۔ ابھی تک جہاں درس جاری نہیں ہوسکا۔ وہاں ضرور جاری کئے جائیں خواہ کوئی کتنا تھوڑا پڑھا ہوا ہو۔ درس جاری کرے۔ تو خدا تعالےٰ اس کی ضرور مدد کرے گا۔ اور خود اُسے معارف سکھلائے گا۔ اس طرح درس دینے والے کو خود بھی فائدہ پہونچے گا۔ اور دوسروں کو بھی۔ جہاں جہاں درس جاری ہیں وہاں کے متعلق میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ درس میں بڑے ہی شامل نہ ہوں بلکہ بچوں کو بھی شامل کیا جائے۔ تاکہ بچپن سے ان کے دلوں میں

دین کی محبت

پیدا ہو۔ تھوڑی دیر درس ہو۔ تاکہ وُہ بے دل نہ ہوں۔ اور اگر عام درس جاری نہ ہوسکے۔ تو گھر میں بیوی بچوں کو ہی لے کر بیٹھ جانا چاہیئے اور ایک رکوع اور اس کا ترجمہ سنا دیا جائے احباب کم از کم تین ماہ ہی اس طرح کر کے دیکھیں۔ کہ کیا اثر پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر ترجمہ نہ آتا ہو تو مترجم قرآن سے ہی پڑھ دیا جائے ؂

ترقی کیلئے دیوانگی چاہیئے یا فرزانگی

اب میں اپنی جماعتوں کے دوستوں کی توجہ اس طرف دلاتے ہوئے تقریر ختم کرتا ہوں۔ کہ دُنیا میں ترقی کرنے کے دو ہی رستے ہیں۔ ایک دیوانگی اور دوسرا فرزانگی۔ بغیر ان کے کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوسکتی کہ یا تو انسان پاگل بن کر دنیا ومافیہا کو بھول جائے۔ یا پھر عقل کے اس نقطہ پر پہونچ جائے۔ کہ کوئی غلطی اس سے سرزد نہ ہو۔ یورپ کے لوگوں کو دیکھو۔ جو کام وُہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس کی سکیم تیار کرتے دقت باریک در باریک باتوں تک پہونچتے ہیں۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ سوائے اس کام کے کوئی چیز ان کے پیش نظر ہی نہیں ہے۔ پس ترقی یا تو فرزانگی سے حاصل ہوسکتی ہے۔ یا دیوانگی سے

دیوانگی کی ترقی

وُہ ہوتی ہے۔ جو انبیاء کی جماعتیں حاصل کرتی ہیں۔ لوگ ان پر ہنستے ہیں۔ کہ وُہ اپنا مال برباد کر رہے ہیں۔ چنانچہ آتا ہے:۔ قالوا انؤمن کما اٰمن السفہاء۔ کفار کہتے ہیں۔ کیا ہم بھی اُن بے وقوفوں کی طرح ایمان لے آئیں۔ جو اپنے اموال تباہ کر رہے ہیں۔ میں نے دوران خلافت میں اس بات کے لئے پُورا زور لگایا۔ کہ

درمیانی رستہ

پر جماعت کو چلاؤں۔ کچھ کچھ دیوانگی ہو۔ اور کچھ کچھ فرزانگی۔ مگر مجھے اقرار کرنا پڑتا ہے۔ کہ اس میں مجھے کامیابی نہیں ہوئی مجھے نہ وُہ کامیابی نظر آئی۔ جو دیوانگی سے حاصل ہوتی ہے۔ اور نہ وُہ نظر آئی۔ جو فرزانگی سے ملتی ہے۔ بے شک کامیابی ہوئی۔ اور خدا تعالےٰ کے فضل سے ہوئی۔ مگر وُہ ایسی نہ تھی۔ جو فرزانگی والی ہوتی۔ یا جو دیوانگی والی ہوتی آپ لوگ اپنے نفسوں میں غور کریں۔ جب ہم نے یہ کام کر کے چھوڑنا ہے جس کا ذمہ لیا ہے۔ تو اب یا تو وُہ رستہ اختیار کریں۔ جو میں نے پیش کیا تھا۔ اور میرے ساتھ تعاون کریں۔ یا پھر یہ فیصلہ کریں۔ کہ پوری فرزانگی سے کام لینا ہے۔ یا پُوری دیوانگی سے۔ پھر جو بھی فیصلہ کریں اس پر سارے کاربند ہو جائیں۔ مگر اتنا یاد رکھیں

فرزانگی کے لئے

مال اور جتھے اور بہت بڑے نظام کی ضرورت ہے۔ بہرحال احباب اس بارے میں مشورہ دیں۔ کہ وُہ کس بات پر عمل کرنے کے لئے تیار ہیں ؂

رُوحانی کامیابی کیلئے دُعا کی ضرورت

اس کے بعد میں اس بات پر اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔ کہ ہمارے لئے

سب سے بڑی چیز

دُعا ہے۔ مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ اس کے متعلق وُہ رُوح کم نظر آتی ہے۔ جو پہلے سالوں میں دیکھی جاتی تھی۔ کئی لوگ سمجھتے ہیں الحاح اور زاری کے ساتھ دُعا کرنے سے ان کی بڑائی میں فرق آجائے گا۔ کئی یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ جو بھی مانگیں۔ اللہ تعالےٰ نعوذ باللہ غلاموں کی طرح فوراً دیدے۔ اور اگر اس میں فرق پڑے۔ تو پھر ان کے نزدیک دعا کچھ نہیں۔ انہی دنوں ایک صاحب آئے جو کہنے لگے۔ اگر کسی مقصد کے لئے دُعا بھی کریں۔ اور اس کے لئے تدبیر بھی کریں۔ تو پھر دعا کی کیا ضرورت ہے۔ وُہ مستری تھے۔ میں نے ان سے کہا۔ آپ ایک دروازہ لکڑی کا بناتے ہیں۔ اور پھر اس پر پالش کرتے ہیں۔ اگر کوئی سمجھے۔ کہ بغیر دروازہ مکان محفوظ رہ سکتا ہے۔ تو یہ غلط ہے۔ اور اگر کوئی یہ سمجھے۔ کہ بغیر پالش دروازہ دیر تک محفوظ رہ سکتا ہے۔ تو یہ بھی غلط ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ دعا سے وُہ کام لیا جائے۔ جو دوا کا ہے۔ وُہ ایسے ہی ہیں۔ جو یا تو صرف پالش سے دروازہ بنانا چاہتے ہیں۔ یا جو یہ کہتے ہیں۔ کہ پالش کے بغیر دروازہ عرصہ تک محفوظ رہ سکتا ہے۔ غرض بعض کبر کی وجہ سے دعا نہیں کرتے اور بعض قبول نہ ہونے کی وجہ سے چھوڑ دیتے ہیں۔ لیکن یاد رکھو کوئی روحانی کامیابی بغیر دُعا کے نہیں ہوسکتی اگر آپ لوگ

رُوحانی کامیابی

اور سلسلہ کی کامیابی چاہتے ہیں۔ تو روزانہ دعاؤں میں اپنے آپ کو لگاؤ۔ میں خیال نہیں کرسکتا۔ کہ

بغیر دُعا کے

کس طرح روحانیت قائم رہ سکتی ہے۔ میرا تو کوئی دن ایسا نہیں گذرتا۔ جس میں مَیں دعا نہ کروں۔ پس ہر احمدی کو چاہیئے۔ کہ خدا تعالےٰ کے حضور گڑ گڑائے۔ تاکہ وُہ اخلاص۔ روحانیت اور قوت پیدا کرے۔ دنیاوی چیزوں کی اس کے مقابلہ میں حقیقت ہی کیا ہے۔ کہ

خدا تعالےٰ ہمیں مل جائے

مگر خدا تعالےٰ سوائے دُعاؤں کے نہیں مل سکتا۔ بہت ہیں۔ جو دروازہ پر پہونچکر محروم رہتے ہیں۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کو ملنے کا دروازہ بغیر دُعا اور عاجزی کے نہیں کھل سکتا۔ ایسے لوگوں کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی اپنے

محبوب کے دروازہ پر

پہونچ کر دروازہ نہ کھٹکھٹا سکے۔ خدا تعالےٰ کے ملنے کے دروازہ تک پہونچنا ہمارا کام ہے۔ آگے دروازہ کھولنا اس کا کام ہے نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ ایسے ہی امور ہیں۔ جیسے کوئی اپنے محبوب کے دروازہ تک پہونچنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور دعا ایسی ہے جیسے دروازہ کو کھٹکھٹاتا ہے۔ پس دعائیں کرو۔ عاجزی اور زاری سے دعائیں کرو ورنہ یاد رکھو۔

رُوحانیت کے قریب

بھی پہونچنا ناممکن ہے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ قل مایعبؤا بکم ربی لولا دعاؤکم۔ کہ تمہارا ایمان لانا اور مال خرچ کرنا کسی کام نہیں آسکتا۔ اگر تم مجھے نہ پکارو گے۔ پکارنے سے ہی معلوم ہوسکتا ہے۔ کہ تمہیں مجھ سے سچی محبت ہے۔ اور تمہیں ملنے کے بغیر چین نہیں آسکتا۔ پس دُعاؤں پر زور دو۔ مگر اس کے ساتھ تدبیریں بھی کرو۔

حضور نے اس امر کا ذکر کرتے ہُوئے کہ سب اصحاب کو تمام تقریریں باقاعدگی کے ساتھ سُننی چاہئیں۔ اور اگر کسی کو کوئی خاص ضرورت پیش آئے۔ تو اسے چاہیئے۔ کہ جلد سے جلد ضرورت پوری کر کے جلسہ گاہ میں آجائے۔ فرمایا۔ میرا خیال تھا۔ کہ ہر ایک جماعت کے لئے

جلسہ گاہ میں بلاک

تقسیم کر دئے جائیں۔ اور جماعت کے امیر یا پریذیڈنٹ۔ یا سکرٹری صاحب کو ذمہ دار قرار دیا جائے۔ کہ وُہ اپنی جماعت کو لے کر اس جگہ بیٹھیں میں امید کرتا ہوں۔ کہ ایسا انتظام کرنے کی ضرورت نہ پیش آنے دی جائیگی۔ اور احباب جس مقصد کو لے کر یہاں آتے ہیں۔ اسے حاصل کرنے کی پُوری پوری کوشش کریں گے ؂

اس ہدایت پر حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے چھ بجے شام کے قریب تقریر ختم فرمائی ؂

13

احمدی خواتین کا شاندار جلسہ سالانہ ۱۹۲۹ء

شکر الٰہی

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ کہ اس نے ایک دفعہ پھر ہمیں اور تمام اطراف کی احمدی بہنوں کو اس زمانہ کے مامور و مرسل کی مقدس تخت گاہ میں جمع ہونے اور بزرگان سلسلہ اور اپنے اولوالعزم امام کے قیمتی اور مفید نصائح اور ہدایات سے مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔ اور ہم اراکین لجنہ اماء اللہ یعنی اللہ تعالےٰ کی لونڈیوں کو محض اپنے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معزز مہمانوں کی خدمت کا شرف بخشا۔

معذرت

گو ہم میں سے ہر ایک نے حتی الامکان اپنے اپنے مفوضہ فرائض سرانجام دینے کی پوری کوشش کی۔ مگر کام کی اہمیت اور اپنی کمزوری پر نظر ڈالتے ہوئے ہماری تمام کوششیں حقیر اور نامکمل ہو سکتی ہیں۔ جس کا ہمیں اعتراف ہے۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے۔ کہ وہ ہماری کوتاہیوں کو معاف فرما کر آئندہ زیادہ سے زیادہ خدمت کی توفیق عطا فرمائے اور کام کی وسعت کے ساتھ ساتھ استعدادوں کو بھی ترقی دیتا جائے۔

رہائش کا انتظام

حسب دستور خواتین کے لئے تین فرودگاہوں میں رہائش کا انتظام کیا گیا تھا۔ جہاں تقریباً ساڑھے سات سو مہمان مقیم رہے۔

بیعت کا انتظام

مستورات کی بیعت کا باقاعدہ انتظام تھا۔ ہر ایک بیعت کرنے والی خاتون کا نام بیعت کے فارم پر نہایت احتیاط سے درج کیا جاتا رہا۔ اس سال کل تعداد بیعت کرنے والی مستورات کی دو سو اکتیس ۲۳۱ ہے۔

جلسہ کی کارروائی

جلسہ کی کارروائی حسب پروگرام ہوتی رہی پروگرام پر تینوں دن معزز خواتین کی صدارت میں مقررین کی تقریریں ہوئیں۔

چندہ خواتین

جلسہ پر جو چندہ احمدی خواتین نے اشاعت اسلام کے لئے جمع کیا۔ وہ چار سو آٹھ روپے نقد کے علاوہ زیورات طلائی و نقرئی کی صورت میں بھی ہوا جزاھن اللہ احسن الجزاء

انتظام جلسہ

دوران جلسہ میں تعداد کا اندازہ ڈھائی سے تین ہزار تک رہا۔ اس سال خدا کے فضل سے جلسہ کا انتظام گذشتہ سال کی نسبت اچھا رہا۔ الحمد للہ۔ گو بچوں کے رونے اور بعض ناواقف بہنوں کی آپس کی گفتگو کے شور سے نجات نہ ہوئی۔ اور نہ ہی مستقبل قریب میں اس کی امید ہے۔ تاہم اس میں کسی قدر کمی ضرور رہی۔

جلسہ گاہ کی تنگی

ایک خاص بات جس کا اس دفعہ بہت احساس ہوا۔ وہ جلسہ گاہ کی تنگی تھی۔ اللہ تعالےٰ کی عجیب و غریب قدرتوں کا کون احاطہ کر سکتا ہے۔ اللہ اللہ ایک وہ زمانہ تھا۔ کہ ایک چھوٹے سے مکان کی انگنائی اس جلسہ کے لئے کافی ہو جاتی تھی۔ پھر بڑھتے بڑھتے اور کئی تبدیلیوں کے بعد شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کے مکان کا وسیع احاطہ اس کے لئے تجویز کیا گیا۔ کچھ مدت بعد وہ جگہ بھی ناکافی ثابت ہوئی۔ اور پھر موجودہ جلسہ گاہ مستقل طور پر معین کرنے کا خیال ہوا۔ مگر اب اس میں بھی تنگی محسوس ہونے لگی۔ یہ خدا کے منہ کی باتیں ہیں جو پوری ہو رہی ہیں۔ اور جو ہمارے مطاع کی زبردست صداقت کا نشان اور ہماری ایمانی ترقیات کا باعث ہونے کے علاوہ اپنی بڑھتی ہوئی ترقی کی ضروریات کے ساتھ ساتھ اپنی ذمہ داری کی اہمیت کی طرف متوجہ کر رہی ہیں۔ یہ ایک اجمالی رپورٹ جلسہ سالانہ کی کارگذاری کی ہے۔

نمائش دستکاری

اس سال اللہ تعالےٰ کے فضل سے احمدی خواتین کی دستکاری کی نمائش بہت کامیاب رہی۔ دوران جلسہ کے علاوہ اس سے ایک دن پہلے اور دو دن بعد تک نمائش گاہ کھلی رہی۔ ان دنوں میں سے ایک دن احمدی بھائیوں کے دیکھنے کے لئے مخصوص تھا۔ ٹکٹوں وغیرہ کا باقاعدہ انتظام تھا۔ پہلے اعلانوں کے مطابق اس نمائش میں ہر قسم کی دستکاری میں سبقت لے جانے والی بہنوں کو تمغہ جات وغیرہ بطور انعام بھیجے جائیں گے۔ نمائش کی مفصل رپورٹ اور انعام حاصل کرنے والی بہنوں کے نام منتظمہ نمائش کی طرف سے بعد میں انشاء اللہ شائع کئے جائیں گے۔

جلسہ گاہ مستورات کی مختصر رپورٹ

۲۷ دسمبر مستورات کا جلسہ زیر صدارت سیّدہ فضیلت صاحبہ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم میمونہ بیگم صاحبہ نے کی۔

مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب کی تقریر

فضائل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جناب مولوی محمد سرور شاہ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ نے ساڑھے دس بجے سے ساڑھے گیارہ بجے تک تقریر کی جس میں بیان کیا۔ کہ ابن آدم یعنی انسان کا زمانہ شباب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ تھا۔ جس طرح بچے کی تعلیم اس کے فہم و سمجھ کے مطابق نامکمل ہوتی ہے۔ اور جوانی میں اس کی طاقت فہم مکمل ہو جاتی ہے۔ اور وہ بچپن کی ناقص زبان بھول جاتا ہے۔ ایسے ہی توریت و وید کی نامکمل زبان مٹ گئی۔ اور عربی رہ گئی۔ کہ وہ کامل انسان کی کامل زبان اور کامل تعلیم ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انجیل کی پیشگوئی کے مطابق مظہر خدا یعنی خدا تعالیٰ کی کامل صفات کا نمونہ ہوئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر آدمی والے کے لئے رحمۃ للعالمین ہو کر خدا تعالےٰ کے مظہر اتم ہوئے۔ شاہوں کے دوست غریبوں کے معاون بیکسوں کے مشفق عورتوں کے حقوق قائم کرنے والے۔ کمال طاقت فہم میں بے نظیر تھے۔ خود ہی امام۔ خود ہی بادشاہ خود ہی سپہ سالار ہر طرح کی داد و دہش باایں ہمہ بیویوں کے ساتھ حسن سلوک میں اپنی مثال آپ۔ غرض رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفات الٰہیہ کا کامل مظہر ہونے کی وجہ سے خدا تعالےٰ کے محبوب ہوئے۔ اور خدا کی محبت کے لئے ضروری ہے۔ کہ ہم اس کے محبوب کی کامل پیروی کریں۔

ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کی تقریر

دوسری تقریر ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کی ہوئی۔ آپ نے

حفظان صحت

کے عنوان پر تقریر کرتے ہوئے واضح کیا۔ کہ خرابی صحت جہاں انسان کو دکھوں میں مبتلا کر دیتی ہے۔ وہاں اسے فرائض منصبی ادا کرنے اور نیکی کے کاموں میں حصہ لینے سے بھی محروم رکھتی ہے۔ انسان کو اللہ تعالےٰ کے صفات کا مظہر بننے کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ صحت جسمانی اور دماغی کا مالک ہو۔ پس صحت کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

جنین کی حفاظت

اور صحت کے لئے اچھے خون کا پیدا ہونا ضروری ہے۔ جس کے لئے چاہئے۔ کہ حاملہ کی غذا اچھی ہو۔ اور وہ جذبات غم و غصہ سے علیحدہ رہے۔ تا معدہ اور جگر کا فعل درست رہ کر خون اچھا پیدا ہو۔ ایسے ہی

ایام شیر خوارگی

میں ماں کو اچھے دودھ کے لئے غذا کا انتظام چاہئے۔ پھر

بچے کی غذا

کی نسبت ہدایات دیں۔ اور اوقات خوراک بیان کئے۔ پھر بیان کیا۔ کہ جسم کی صفائی بہت ضروری ہے۔ اور بچپن میں ہی

دانتوں کی صفائی

کی طرف توجہ دلانی چاہئے۔ جس کی بے احتیاطی سے ایک خطرناک مرض کا شکار ہونا پڑتا ہے۔ جس کا نام پائیوریا ہے۔ پھر ہوا پانی اور مکان کی صفائی کی نسبت ہدایات بیان کیں۔ اور نیز بتایا۔ کہ زیادہ بولنا اعصاب کو کمزور کرتا ہے۔

شیخ یعقوب علی صاحب کی تقریر

شیخ صاحب نے اپنی تقریر

اسلام اور مغربی عورت

میں بیان کیا۔ کہ مغرب کی دلدادہ فیشن اور آزاد عورتیں بغیر قیود اسلام میں نہیں آسکتیں۔ مگر اسلام جو ہر ایک قوم اور ہر زمانہ کے لئے ہے۔ اور جو اپنی صداقت کا آپ ثبوت ہے۔ مغربی عورتیں اسے قبول کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ان کی جفاکشی اور دنیاوی کاروبار

میں اولوالعزمی حیرتناک ہے۔ اگر وہ اسلام لے آئیں۔ تو عرب کی عورتوں کی طرح دنیا میں بے نظیر قربانیاں کرنے والی ثابت ہونگی مگر

ہندوستانی عورتوں کے لئے

ہمت درکار ہے۔ اس خلافت مبارک میں اگر عورتیں کوشش سے کام کریں۔ لجنہ اماءاللہ کی معاون بن جائیں۔ اور مسجد لندن بنوانے والی عورتیں اپنے خرچ سے کم از کم ایک مشن قائم کردیں۔ تو بہت مفید ہوسکتا ہے۔

صحابہ کرام کی قربانیوں کا ذکر کرکے ثابت کیا۔ کہ قربانیوں میں ہی

ترقی کا راز

ہے۔ قومی ترقی کی باگ۔ عورتوں ہی کے ہاتھ میں ہوا کرتی ہے بیشک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی پیشگوئیاں پوری ہوں گی۔ اور ضرور پوری ہونگی۔ مگر تمہاری رفاقت اور کوشش درکار ہے۔

سکرٹری لجنہ کی تقریر

دوسرے دن ۲۸ ر دسمبر کی کارروائی زیر صدارت حضرت ام المومنین سلمہا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد عاجزہ نے اپنی لکھی ہوئی تقریر اس ہیڈنگ پر کہ

احمدیت نے عورتوں کیلئے کیا کیا

احمدی بہنوں پر یہ واضح کرنے کی کوشش کی۔ کہ حضرت مسیح موعود کی بعثت اور ان کے قبول کرنے کے نتیجے میں انہیں دوسری بہنوں اور دنیا کی متمدن اقوام کی عورتوں کے مقابلے میں کیا کیا مراعات حاصل ہیں۔ مذہبی۔ معاشرتی۔ اقتصادی مراعات کی تشریح کی۔ مفصل انشاءاللہ تعالےٰ بعد میں پیش کروں گی۔

حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر

اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے پونے دو گھنٹے تک تقریر فرمائی۔ حضور نے اپنی تقریر میں عورتوں کو علم سیکھنے کی طرف توجہ دلائی۔ اور فرمایا۔ میں پندرہ سال سے عورتوں میں وعظ نصیحت درس ولیکچر دے رہا ہوں۔ اور انہیں بارہا دینی تعلیم کی طرف متوجہ کیا ہے۔ مگر ابھی تک اس کی طرف پوری توجہ نہیں ہوئی۔ اب میں

غفلت سے بیدار

کرنے کے لئے تمام دینی کتابوں میں سب سے زیادہ آسان ہونے کے لحاظ سے حضرت مسیح موعود کی دو کتابیں کشتی نوح اور شہادۃ القرآن مقرر کرتا ہوں۔ چونکہ یہ کتابیں اردو زبان میں ہیں۔ اس لئے عورتیں پڑھکر یا سنکر ان کا مفہوم سمجھ سکتی ہیں۔ اور آئندہ سال یہ معلوم کرنے کے لئے کہ انہوں نے میری نصیحت پر عمل کیا ہے یا نہیں ان

کتابوں کا امتحان

لیا جائیگا۔ اس کا طریق بہت آسان ہوگا۔ تاکہ وہ عورتیں بھی شامل ہوسکیں۔ جو پڑھنا لکھنا نہیں جانتیں۔ پھر حضور نے

علم کی ترقی

کے لئے اخبارات اور رسالوں کے پڑھنے کی طرف توجہ دلائی۔ اور سلسلہ کے اخباروں۔ میں بالخصوص مصباح اور الفضل کا ذکر فرمایا۔ آپ نے یہ بھی فرمایا۔ اگر دو سو مقامات کی عورتیں باقاعدہ پڑھنے کا وعدہ کریں۔ تو میں ان کے لئے مصباح میں باقاعدہ ترتیب وار ایسے مضامین کا انتظام کراؤنگا۔ جن سے تدریجی طور پر ان کے علم میں اضافہ ہوتا رہے۔ آخر میں حضور نے ملکر کام کرنے کے فوائد بیان فرماتے ہوئے۔ ہر جگہ لجنہ کے قیام کی طرف توجہ دلائی۔ اور پھر لجنہ کے بعض اہم فرائض بیان فرمانے کے بعد دعا پر تقریر ختم کی۔

سیدہ فضیلت صاحبہ کی تقریر

اس کے بعد تیسری تقریر سیدہ فضیلت بیگم صاحبہ کی ہوئی۔ جس میں انہوں نے انسانی زندگی کے مقصد پر نہایت عالمانہ تقریر کی اور بتایا۔ کہ

انسان کی زندگی کا مقصد

دراصل یہ ہے۔ کہ انسان خدا تعالےٰ کے صفات سے متصف ہوکر صفات الٰہی کا کامل مظہر بنے

زبیدہ بیگم صاحبہ کی تقریر

چوتھی تقریر زبیدہ بیگم صاحبہ کی ہوئی۔ جس میں آپ نے کفایت شعاری کے فائدے بتاکر خود ہاتھ سے کام کرنے کی طرف توجہ دلائی

اہلیہ صاحبہ ملک کرم الٰہی صاحب کی تقریر

تیسرے دن ۲۹ ر دسمبر ۱۹۲۹ء زیر صدارت مریم بیگم صاحبہ حرم ثالث حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ۔

پہلی تقریر اہلیہ صاحبہ ملک کرم الٰہی صاحب کی ہوئی۔ انہوں نے خصوصیات احمدیت پر تقریر کی۔

مریم بیگم صاحبہ کی تقریر

دوسری تقریر مریم بیگم صاحبہ اہلیہ حافظ روشن علی صاحب مرحوم کی ہوئی۔ انہوں نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تقریر کی۔

مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری کی تقریر

تیسری تقریر مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری کی ہوئی۔ جنہوں نے آیات ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل اور کنت علیہم شہیدًا مادمت فیہم سے مدلل طور پر وفات مسیح ثابت کی۔

مولوی غلام رسول صاحب کی تقریر

چوتھی تقریر مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کی ہوئی۔ آپ نے شفقت پر تقریر کی

حافظ غلام رسول صاحب کی تقریر

پانچویں تقریر حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی کی بد رسومات کی اصلاح کے متعلق ہوئی۔ آپ نے بد رسومات کی تشریح کرنیکے بعد قرآن کریم سے واضح طور پر بیان فرمایا۔ کہ یہ رسومات اسلامی تعلیم کے خلاف ہیں۔ اس لئے انہیں ترک کردینا چاہئے۔

اس کے بعد مریم بیگم صاحبہ نے جو لائبریری کی جو لجنہ اماءاللہ نے سیدہ امۃ الحی صاحبہ مرحومہ کی یادگار میں قائم کیا ہے۔ لائبریرین ہیں۔ لائبریری کی رپورٹ سنائی۔ اور مولوی غلام رسول صاحب نے لائبریری کی اہمیت اور غرض بتاتے ہوئے اس کی امداد کی تحریک کی۔ چنانچہ اسی وقت ۳۲ روپے نقد اور کچھ زیورات بہنوں نے بطور چندہ پیش کئے۔ اور جلسہ دعا کے بعد برخاست ہوا۔ چونکہ ایک ضروری اور اہم بات

وراثت اور رواج

کے بارے میں پیش ہونے والے قانون کے متعلق احمدی مستورات سے اپیل کرنا تھی۔ کہ وہ بھی اس حق کے حاصل کرنے کے لئے تائید کریں۔ اس لئے ۳۰ ر تاریخ کے جلسہ کا اعلان کیا گیا۔ یہ جلسہ ۱۰ بجے سے ۱۲ بجے تک بڑی خیر وخوبی کے ساتھ ختم ہوا۔ جس میں شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے بڑی وضاحت کے ساتھ اس مسئلہ کو پیش کیا۔ اس کے بعد متفقہ طور پر مستورات نے اس کی تائید کی۔ سیکرٹری لجنہ و ناظم جلسہ خواتین۔

مختلف چندوں کے متعلق رپورٹ

الفضل کی کسی گذشتہ اشاعت میں شائع کیا گیا تھا۔ کہ جنوری سنہ ۳۰ء کے پہلے ہفتے میں چندہ عام وخاص اور چندہ جلسہ سالانہ کے متعلق ایک رپورٹ شائع کی جائے گی۔ یہ رپورٹ انشاءاللہ تعالےٰ ۱۰ ر جنوری کے اخبار میں شائع کرنیکی کوشش کی جارہی ہے۔ اگر اس وقت تک شائع نہ ہوسکی تو ۱۴ ر جنوری کے اخبار میں انشاءاللہ نکل جائے گی۔

میں نے اخبار میں رپورٹوں کا مطالبہ کرنے کے علاوہ ایام جلسہ سالانہ میں ایک پوسٹر شائع کیا تھا۔ جس میں جماعتوں سے مذکورہ بالا مدات کے متعلق رپورٹ طلب کی تھی۔ جن جماعتوں نے باوجود بار بار مطالبہ کے ایسی رپورٹ نہیں دی۔ انہیں چاہئے۔ اس اعلان کو پڑھتے ہی اپنی جماعت کی رپورٹ بھیج دیں۔ تا ان کی جماعت کے متعلق بھی رپورٹ شائع ہوسکے۔ ورنہ شاید بیت المال آپ کی جماعت کے متعلق کوئی رپورٹ شائع نہ کرسکے۔

ناظر بیت المال قادیان

ہندو تمدّن اور ہندوستان پر اُس کے اثرات

جلسہ سالانہ میں جناب چوہدری فتح محمدؐ صاحب ایم۔ اے نے مندرجہ بالا موضوع پر حسب ذیل تقریر فرمائی۔

میرا آج کا مضمون ہندو تمدّن و تہذیب کے متعلق ہے۔ اور اِس بات کے متعلق ہے۔ کہ اس تمدّن کا ہندو قوم پر کیا اثر ہوا۔ اور اسلام نے اس پر کیا اثر کیا۔ اور کس طرح مسلمانوں نے ہندو رسوم اختیار کر کے اپنے آپ کو نقصان پہنچایا۔ ہندو تمدّن کے متعلق غور کرنا محض

ایک تفریحی بات

نہیں بلکہ یہ ایک عملی سوال ہے جس پر غور کرنا دو وجہ سے ضروری ہے اول تو اس لئے کہ ہم جس ملک میں رہتے ہیں۔ اسمیں ہندو کثرت سے آباد ہیں۔ انکے تمام تمدّنی اصول جن پر وہ قائم ہیں۔ ہم پر اثر کرتے ہیں۔ اس لئے ان کے بداثرات سے محفوظ رہنے کے لئے ان کا علم حاصل کرنا ضروری ہے۔ دوسرے اس لئے کہ مسلمانوں کو تعلیم دیگئی ہے۔ بلغ ما انزل الیک من ربک کہ جو تم پر تمہارے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ وہ لوگوں کو پہنچاؤ۔ اس لئے ہمیں چاہیئے۔ کہ ہم ہندو مذہب اور تمدّن پر غور کریں۔ تاکہ تبلیغ میں سہولت ہو۔

یہ تو سب کو معلوم ہے کہ ہندوستان میں

ہندو قوم کی اکثریت

ہے۔ وہ ہم سے علم میں دولت میں تجارت میں بڑھی ہوئی ہے گویا ہندو سمندر کے پانی کی طرح ہیں جس میں مسلمان مچھلی کیطرح ہیں۔ پس ہم اپنے ماحول سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اور چونکہ ہمارا ماحول ہندو تمدّن ہے۔ اس لئے ہمیں پانی کے مطابق رہنا پڑے گا۔ اگر پانی صاف ہو۔ تو مچھلی بھی اس میں اچھی طرح رہے گی۔ لیکن اگر اس میں خطرناک گیسیں ملی ہوئی ہوں۔ تو مچھلی بھی یقیناً تباہ ہو جائے گی۔

ہندوستان کی فضاء

ہندو عقائد کی خطرناک گیسوں سے معمور ہے۔ اِس لئے ہر مسلمان کا فرض ہے۔ کہ اسے صاف کرنے کی کوشش کرے۔ کیونکہ یہ نہ صرف مسلمانوں کے لئے بلکہ ساری دنیا کے لئے تباہ کُن ہے۔ یہ ایک ایسی اہم بات ہے جس کی طرف ابھی تک احمدی جماعت نے بھی

کماحقہٗ توجہ

نہیں کی۔ ہندوستانی قومیت میں جو کمزوریاں ہیں اور ہندوستان کے لوگوں میں جو کم ہمتی۔ بُزدلی اور اولوالعزمی کا فقدان پایا جاتا ہے۔ اس کی تمام ذمہ داری ہندو تمدّن پر ہے۔ کوئی بڑا کام اور کوئی ہمت کی بات ہم نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ذات پات کی وجہ سے تمام ترقی کے راستے بند کر دیئے گئے ہیں۔ یہ صرف مَیں ہی نہیں کہتا۔

بڑے بڑے معزز ہندو

بھی اس کے معترف ہیں۔ مَیں نے سر جادو ناتھ سرکار کی ایک تصنیف پڑھی ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔ جس قدر کوئی شخص اپنی عمر ہندوستان میں گزارتا ہے۔ اتنا ہی اسے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہندوستان میں لوگوں پر سیاسی اور ملکی مصائب کی وجہ ہندو تمدّن ہی ہے۔

اس وقت جو کام ہمیں کرنا ہے۔ وہ ہندو

تمدّن کے خلاف جہاد

ہے۔ اِس سے میرا مطلب ہندو قوم کے خلاف جہاد نہیں اس لئے کہ اگر آپ کو ہندو قوم سے نفرت ہے۔ تو آپ مبلغ نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ تبلیغ کے لئے محبّت اور خیر خواہی کی ضرورت ہے۔ پس ہماری نفرت اور ہمارا جہاد ہندو قوم کے خلاف نہیں۔ بلکہ بُت پرستی اور توہم پرستی۔ بدرسومات اور بدرواجات کے خلاف ہونا چاہیئے۔ چونکہ ہمیں

ہندو رسوم اور ہندو توہّم

کے خلاف جہاد کرنا ہے۔ اِس لئے ہمیں چاہیئے۔ محبّت کے ساتھ ان باتوں کو دُور کریں۔ اور جو کچھ بھی کریں۔ جذبۂ محبّت کے ماتحت اور اس وجہ سے کریں۔ کہ کہیں دوسرے لوگ بھی اس سے تباہ نہ ہو جائیں۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے واتقوا فتنۃ لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصۃ واعلموا ان اللہ شدید العقاب ٥ یعنے ایسے فتنوں سے بچو۔ جو صرف انہی لوگوں کو نقصان نہیں پہنچاتے۔ جو اس میں مبتلاء ہوں۔ بلکہ دوسرے لوگوں کے لئے بھی نقصان کا موجب ہوتے ہیں۔ اور وہ بھی ان کی لپیٹ میں آ جاتے ہیں۔ اس لئے ہمیں ان تمام فتنوں کو مٹا دینا چاہیئے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اے لوگو ہم نے تمہیں مرد و عورت سے پیدا کیا ہے۔ اور قبیلے بنائے ہیں تم میں

سب سے زیادہ باعزّت

وہ ہے۔ جو سب سے زیادہ نیکوکار اور پرہیزگار ہے کسی خاص قبیلہ یا ذات کے ساتھ تعلق رکھنا فخر کا باعث نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی کسی انسان کا مذکر و مؤنث ہونا عزت و ذلت کا باعث ہے۔ لیکن

ہندو مذہب اور ہندو تمدّن کی بُنیاد

صرف اس بات پر ہے۔ کہ انسان انسان میں بلحاظ تذکیر و تانیث اور مختلف گھرانوں میں پیدا ہونے کے فرق ہے۔ اسلام نے بنی نوع انسان کو

دو پیغام

پہنچائے ہیں جن تک افسوس ہے کہ ابھی خود کئی مسلمان بھی نہیں پہنچ سکے۔ اسلام کا سب سے

پہلا پیغام

یہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ واحد اور لاشریک ہے۔ اور دوسرا یہ کہ سارے انسان برابر ہیں۔ اس رنگ میں ہندو مذہب اسلام کے مقابل میں کھڑا نہیں ہو سکتا۔ وہ ہرگز نہیں مانتا۔ کہ ایک شخص جو بھنگی چمار کے گھر میں پیدا ہوا ہے۔ وہ اپنی نیکی کی وجہ سے برہمن کے برابر ہو سکتا ہے۔

ہندو قوم کی تقسیم

اس طرح پر کی گئی ہے۔ کہ برہمن۔ چھتری۔ ویش شودر۔ انسانوں کی اس طرح تقسیم کر کے ہندو مذہب نے انسانیت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔ باوجود اس کے کہا جاتا ہے۔ کہ ہندو مذہب فراخدل ہے۔ ہم اس کو فراخدل اس وقت سمجھیں گے۔ جب ایک برہمن اپنی لڑکی ایک شودر کو دیدے یا شودر کی لڑکی خود لے لے اور ہندو قوم اس سے تعرض نہ کرے۔

ہندو مذہب میں تقسیم عمل

اس طرح کی گئی ہے۔ کہ ویدوں کا پڑھانا برہمن سے مخصوص ہے ایک چھتری اور ویش وید نہیں پڑھ سکتا۔ اور شودر تو وید سن بھی نہیں سکتا۔ یہ کتنا بڑا ظلم ہے۔ پھر اسی پر بس نہیں۔ بلکہ ہندو مذہب تو یہاں تک کہتا ہے۔ کہ دنیا میں جو کچھ ہے۔ سب برہمن کے لئے ہی ہے۔

چھتری کا کام جنگ کرنا اور ملک کی حفاظت کرنا بتایا گیا ہے۔ ہندو مذہب کا یہ کتنا بڑا نقص ہے۔ کیونکہ اس طرح کبھی ملک کی حفاظت نہیں ہو سکتی۔ اور ایک خاص گروہ اپنے ملک کو دشمن سے کبھی نہیں بچا سکتا۔ جب تک کہ ملک کے سارے لوگ متفقہ طور پر دفاع نہ کریں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ

ہندوستان ہمیشہ دوسروں کا غلام اور محکوم رہا

برہمنوں نے جنگ کرنا اور ملک کی حفاظت کرنا چھوڑ دیا جس سے ملک کو بہت نقصان پہنچا۔ اسی طرح ہندوستان کی دوسری اقوام ویش اور شودروں نے خیال کیا۔ کہ چونکہ اب ہم اس موجودہ حالت سے اوپر ترقی نہیں کر سکتے۔ اس لئے ہمیں کیا ضرورت ہے کہ لڑتے پھریں۔ جنگ کرنا کھشتریوں کا ہی کام ہے اور اسی وجہ سے ہندوستان ہمیشہ غلام اور محکوم ہی رہا۔ اور اس کے اندر بسنے والوں میں کبھی ترقی کرنے کا خیال ہی پیدا نہیں ہوا۔ اس خیال سے

مسابقت کی سپرٹ

بھی جاتی رہی جس کی وجہ سے ملک میں جہالت عام طور پر پھیل گئی یہاں تک کہ ویدوں کی زبان گم ہو گئی۔ اور وید بھی مفقود ہو گئے۔

حالانکہ مسلمان اور عیسائیوں کی الہامی کتب قرآن اور انجیل ہر جگہ ہر زمانہ میں موجود رہیں۔ لیکن ایک زمانہ میں ویدوں کا ملنا بہت مشکل تھا۔ اور آسانی سے آج کل بھی میسر نہیں آسکتے۔ ابتدائی زمانے میں طبعی حالات کے ماتحت ہندوستان میں بعض علوم کا اجرا ہوًا۔ اس میں ہندو مذہب کی کوئی خوبی نہیں۔ لیکن برہمنوں کی وجہ سے مفقود ہو گئے۔ اور لوگوں نے آگے ترقی نہیں کی۔ اور نہ کر سکتے تھے ؛

ہندو قوانین

میں ملک پر حملوں کا دفاع چھتریوں کے سپرد کیا گیا۔ اور دوسرے لوگوں کو سیاست میں دخل دینے سے روک دیا گیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوًا۔ کہ جب کسی قوم کی طرف سے ملک پر چڑھائی ہوئی۔ تو چھتری جو تعداد میں بہت تھوڑے تھے۔ ملک کو نہ بچا سکے۔ اور ہندوستانی قوم کو ہمیشہ شکست ہوتی رہی۔

اِسی طرح ہندو مذہب میں بہت سارے

پیشوں کو ذلیل

قرار دیا گیا ہے۔ جیسے ترکھان۔ جولاہے۔ موچی۔ لوہار۔ چھینگ دباغی وغیرہ۔ جس کا نتیجہ یہ ہوًا کہ ملک سے صنعت و حرفت بالکل تباہ ہو گئی۔ اور ساتھ ہی یہ بھی نقصان ہوًا کہ جنگ کے موقعہ پر عمدہ اوزاروں کا دستیاب ہونا ناممکن ہو گیا۔ ابن بطوطہ نے اپنے سفر نامہ میں لکھا ہے۔ کہ علی گڑھ کے قریب جلالی نام ایک مقام پر ہندوستانیوں سے ہماری لڑائی ہوئی اور ہم نے فتح پائی اِس کی وجہ یہ تھی۔ کہ ان کے تیر اچھے نہ تھے۔ چنانچہ خود میرے گھوڑے کو کئی تیر لگے۔ لیکن اسے کچھ بھی نہ ہوًا۔ پس ہندوستان کی غلامی کی ایک وجہ یہ بھی ہے۔ اس کے مقابلہ میں مسلمان عربوں نے کبھی اس قسم کے پیشوں کو ذلیل نہیں سمجھا۔ بلکہ عرب تو ہمیشہ اپنے پیشوں پر فخر کرتے رہے ہیں۔

اِسی طرح ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ اپنے

ملک سے باہر نہیں جانا

چاہیئے جس کا نتیجہ یہ ہوًا۔ کہ دنیا ترقی کرتی گئی۔ اور یہ کولھو کے بیل کی طرح اسی پرانی لکیر کو پیٹتے رہے۔ اسی وجہ سے ہندوستانی تاجروں اور زراعت پیشہ اقوام نے کوئی ترقی نہ کی۔ اور ملک غربت کا شکار ہو گیا۔ رومن۔ بابلی۔ یونانی مصری چینی۔ چین اور اسلامی ممالک کے تاجر ہندوستان میں آئے۔ لیکن ہندوستانی قطعًا باہر نہ گئے۔ یہی وجہ ہے کہ ہندو قوم میں کبھی کوئی ایسا سیاح مؤرخ اور جرنیل آج تک پیدا نہیں ہوًا۔ جس نے ملک میں شہرت حاصل کی ہو۔ یہاں کے لوگ ہمیشہ پست ہمت رہے۔

شودر کے متعلق

جو آج بھی ہندو آبادی کا پچاس فیصدی جزو ہیں منوشاستر میں لکھا ہے۔ کہ شودر اپنی ذات میں ناپاک ہے کبھی دوسرے لوگوں کے برابر نہیں ہو سکتا۔ یہ نہیں کہا کہ وہ اپنے افعال اور اعمال کے لحاظ سے بُرا ہے۔ بلکہ وہ اپنی ذات میں ہی ناپاک اور بُرا ہے۔ ایسے احکام کی موجودگی میں ملک کبھی ترقی نہیں کر سکتا۔

ہندوستان کے مسلمانوں میں بھی پیشوں کے لحاظ سے بعض لوگوں کو ذلیل سمجھا جاتا ہے۔ مگر یہ

ہندو تمدن کا اثر

ہے۔ اسلام اس کو جائز نہیں قرار دیتا۔ ہندو اصول کے ماتحت کوئی کسی ہنر اور پیشے میں ترقی نہیں کر سکتا۔ شودر ہندو دل کا ایک حصہ ہیں۔ باوجود اس کے ہندو انہیں انسانیت سے خارج سمجھتے ہیں۔ ہندو شاستروں میں شودروں کے ذمہ صرف یہ کام لگایا گیا ہے۔ کہ وہ برہمن اور دوسرے لوگوں کی خدمت کریں۔ جب شودروں کے ساتھ جو انہیں کا ایک حصہ ہیں۔ ہندوؤں کا یہ سلوک ہے۔ تو مسلمان جن کو ہندو مذہب میں ملیچھ قرار دیا گیا۔ کسی سلوک کے مستحق نہیں ہو سکتے اگر ہندوؤں کا بس چلے تو وہ ضرور مسلمانوں کے ساتھ شودروں سے بھی بُرا سلوک کریں۔

شادی و بیاہ

کے معاملات میں بھی شودروں اور دوسرے لوگوں کو بالکل محدود کر دیا گیا ہے۔ شلاً برہمن اگر چاہے تو وہ چھتری اور ویش وغیرہ عورت سے شادی کر سکتا ہے لیکن چھتری اور ویش برہمن عورت سے شادی نہیں کر سکتے۔ اسی طرح چھتری اور ویش شودر کی عورت سے شادی کر سکتے ہیں۔ مگر شودر سوائے شودر کے اور کہیں شادی نہیں کر سکتا۔

اسی طرح ہندو شاستروں میں

عورت کو ذلیل

قرار دیا گیا ہے۔ اور اس سے نفرت کرنے کا حکم ہے۔ یہ تمام باتیں ترقی کے راستے میں روک ہیں۔ ہم کو ان تمام رسوم و اوہام کے خلاف جہاد کرنا چاہیئے۔ مجھ پر بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ تم شودروں میں تبلیغ کرتے ہو۔ ہندو بھی مقابلہ کریں گے۔ اور بہرحال ان کو اسلام میں داخل ہونے سے روکیں گے۔ اور ان کو اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کریں گے۔ لیکن میں کہتا ہوں۔ کہ اگر شودر اسی طرح

غلامی سے آزاد

ہو جائیں۔ تب بھی ہمارے لئے خوشی کا موجب ہے کہ ہماری وجہ سے ایک قوم کو غلامی سے نجات ملی۔ خواہ وہ ہندوؤں میں داخل ہو یا مسلمانوں میں۔ یہ امر ملک اور انسانیت کے لئے بہرحال مفید ثابت ہوگا۔ اور ہمارے لئے اس کا اجر اللہ کے ہاں بہرحال قائم رہے گا۔

لیکن اگر مسلمان اسلام کی تعلیم ان تک پہنچانے کا پوری کوشش سے کام لیکر انتظام کریں۔ تو کبھی ہو نہیں سکتا۔ کہ وہ اس کے مقابلہ میں کسی اور تعلیم کو قبول کر سکیں ؛

مسافرِ مصر کے خط میں سے کچھ

عزیز مکرم شیخ محمود احمد صاحب (جو عراق و شام کے راستہ مصر جا رہے ہیں۔) نے بغداد سے جو خط ہوائی ڈاک کے ذریعہ بھیجا ہے۔ اس میں ایک بات ایسی لکھی ہے جو احباب کے لئے خاص دلچسپی کا موجب ہے۔ میں اسے ذیل میں درج کر دیتا ہوں۔

شیخ محمود احمد صاحب کے مدنظر اس سفر میں اس راستہ کے متعلق علمی تحقیقات بھی ہے۔ جو حضرت مسیحؑ نے ہندوستان کے لئے اختیار کیا تھا۔ اور وہ نصیبین کا راستہ تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس راستہ کی تحقیقات کے لئے ایک خاص مشن بھیجنے کا ارادہ فرمایا تھا۔ اور حلیۃ الوداع ترتیب دیا تھا۔ مگر خدا کی مشیت نے اس مشن کی روانگی میں تعویق ڈال دی۔ اب جبکہ عزیز محمود احمد صاحب کو خدا تعالےٰ نے یہ موقع دیا تو اس کے پروگرام میں یہ امر داخل کر دیا گیا۔ اس علمی مقصد کی تکمیل کے لئے کونسی سکیم ہمارے سامنے ہے۔ اسوقت میں بیان کرنا غیر ضروری سمجھتا ہوں۔

شیخ محمود احمد صاحب اُرحضرت ابراہیم علیہ السلام کے شہر کو دیکھنے گئے۔ اور اس سلسلہ میں وہ کہتے ہیں۔ اُر میں یہ معلوم ہوا۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نصیبین کے راستے مصر گئے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیحؑ بھی اسی راستہ سے آئے تھے۔ میں نصیبین جانے کی کوشش کرتا ہوں۔ اس کے لئے احباب میں دعا کی تحریک کریں۔ تاکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منشاء پورا ہو۔ سُنا ہے کہ وہاں سردی بہت ہے۔ مگر میرا عزم ہے کہ میں اسی طرف سے جاؤں۔"

مَیں احباب سے درخواست دُعا کرتا ہوں۔ ان کے سفر کے تفصیلی حالات انشاءاللہ جلد شائع ہونے لگیں گے ؛

خاکسار عرفانی

ٹیچنگز آف اسلام کی مُفت اشاعت

کانگریس نگر میں میرے ۲ گھنٹہ کا مضمون پڑھ کر حضرت مولوی عبد الماجد صاحب بھاگلپوری اور بعض دوسرے دوستوں نے اسمیں حصہ لینے کی خواہش کی ہے اگرچہ اب وہ وقت تو جاتا رہا تاہم تبلیغ و اشاعت کے نقطہ خیال سے یہ تجویز بہت بابرکت ہے۔ میں نے حضرت سیٹھ صاحب سے گفتگو کی ہے۔ اُنہوں نے وعدہ کیا ہے کہ مفت اشاعت کے لئے وہ ایک روپیہ کی پانچ کاپیاں دے دینگے۔

جو اصحاب اس کار خیر میں حصہ لینا چاہیں۔ وہ براہ راست سیٹھ عبداللہ بھائی صاحب اللہ دین بلڈنگ سکندرآباد دکن کے پتہ پر اطلاع دیں۔ وہیں سے کتاب روانہ ہوتی رہے گی۔ (خاکسار عرفانی)

15

وائسرائے سے ہمدردی اور مکمل آزادی کے ریزولیوشن کانگریس میں پاس ہو گئے

۳۱ر دسمبر کو کانگرس کے پنڈال میں انڈین نیشنل کانگرس کا کھلا اجلاس زیر صدارت پنڈت جواہر لال جی نہرو منعقد ہوا جس میں گاندھی جی نے حسب ذیل ریزولیوشن پیش کیا۔

ہمدردی کا ریزولیوشن

یہ کانگرس وائسرائے کی ٹرین پر بم پھینکے جانے کے واقعہ پر اظہار افسوس کرتی ہے اور اپنے اس یقین کا اعادہ کرتی ہے کہ ایسی کارروائی نہ صرف کانگرس کے کریڈ کے خلاف ہے۔ بلکہ اکثر ملک کے مقاصد کو نقصان پہنچاتی ہے کانگرس وائسرائے اور لیڈی اردن اور ان کے سٹاف اور ملازمان کو ان کے بال بال بچ جانے پر مبارکباد دیتی ہے۔

گاندھی جی

گاندھی جی نے کہا۔ جب تک کانگرس کا کریڈ عدم تشدد ہے ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم ایسے واقعات کی مذمت کریں۔ اگر ہم کانگرس کریڈ بدلنا چاہتے ہیں۔ تو بدل دیں۔ اگر ہندوستان کی گذشتہ تواریخ کا مطالعہ کریں۔ تو ظاہر ہو جائے گا۔ کہ ہندوستان کو ایسے واقعات سے ہمیشہ نقصان پہنچا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ کچھ نہ کچھ ملتا ہے۔ تو میں شاید یہ تسلیم کرلوں۔ لیکن یہ ماننا ہو گا۔ کہ فائدہ کے مقابلہ میں نقصان زیادہ ہوتا ہے۔ آپ کہتے ہیں۔ کہ اگر بم نہ چلتے تو اصلاحات نہ ملتیں۔ لیکن میرا ایسا یقین نہیں ہے۔ لیکن اگر ایسا ہو بھی تو میں کہوں گا۔ کہ ہمیں محض کھلونا ملا ہے۔ نیز ہمیں اس کے مقابلہ میں قربانی بہت کرنی پڑی ہے۔ اور ہم تو کھلونے کے بدلے لال گنوا رہے ہیں۔

ڈاکٹر انصاری

ڈاکٹر انصاری نے ریزولیوشن کی تائید کرتے ہوئے کہا۔ کہ دنیا کی تاریخ شاہد ہے کہ بم پھینکنے اور اس قسم کے بزدلانہ افعال سے آزادی نہیں ملتی (شیم شیم کے آوازے) ہندوستان کی تہذیب اور شائستگی اس قسم کے بزدلانہ افعال کی مذمت کرتی ہے۔ اور یہ ضروری ہے۔ کہ آپ اس کی مذمت کریں۔ اور جو اس حادثہ سے بچ گئے ہیں۔ ان کو مبارک باد دیں۔ (ہرگز نہیں ہرگز نہیں کی آوازیں)

سوامی گووندانند

سوامی گووندانند نے ریزولیوشن کی مخالفت کرتے ہوئے کہا۔ کہ ملک میں بم کے پھٹنے کے واقعات ہوتے ہیں۔ یا آئندہ ہونگے۔ اس کا کانگرس سے کوئی تعلق نہیں۔ جس طرح ملک میں ایک لبرل فیڈریشن ہے۔ اسی طرح ایک انقلاب پسند پارٹی ہے۔ ہم اپنے طریقہ پر آزادی کے لئے کام کرتے ہیں۔ وہ اپنا طریقہ استعمال کرتے ہیں۔ ہمیں ان کی آزادی فعل میں مداخلت نہیں کرنی چاہیئے۔ ایسا کرنا کانگرس کے کریڈ کے خلاف ہو گا۔ اور ایک حد تک گرنا ہو گا۔ کہا جاتا ہے کہ ایسے افعال سے ملک کا نقصان ہوتا ہے۔ میں اپنے اندر یہ ہمت نہیں پاتا کہ ایسا کہوں۔ جب ہندوستان آزاد ہو جائیگا۔ اور تواریخ والوں پر نہ انگریز کا رعب ہو گا۔ اور نہ حکومت کا دباؤ۔ تو اس وقت تواریخ دان یہ فیصلہ کریں گے۔ کہ ہندوستان کو زیادہ فائدہ کس نے پہنچایا۔ آپ نے اس امر کی شکایت کی۔ کہ اگرچہ حادثہ بم کی مذمت اس ریزولیوشن میں کی گئی ہے۔ لیکن اس پکڑ دھکڑ کی مذمت اس میں کہیں نہیں۔ جو بے گناہوں کو گرفتار کیا گیا۔

ڈاکٹر محمد عالم

ڈاکٹر محمد عالم نے ریزولیوشن کی مخالفت کرتے ہوئے کہا ڈیلیگیٹوں کو ریزولیوشن پر رائے دیتے ہوئے اس بات سے مرعوب نہ ہونا چاہیئے۔ کہ ریزولیوشن کے پیش کرنے والے مہاتما گاندھی ہیں۔ اپنا ووٹ دیتے وقت دیکھیں کیا آپکے دل اور آپ کی زبان میں مطابقت ہے

مولوی حبیب الرحمن

مولوی حبیب الرحمن نے ریزولیوشن کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔ کہ صرف جوش کی ضرورت نہیں۔ بلکہ جوش کے ساتھ ہوش کی بھی ضرورت ہے۔ اور ہمارے لئے لازم ہے کہ اس کریڈ پر قائم رہیں (آپکی تقریر میں بیٹھ جاؤ بیٹھ جاؤ کے نعرے لگائے گئے)

مسٹر راجا

مسٹر راجا سکرٹری آل انڈیا یوتھ نے کہا کہ اگر کوئی شخص وائسرائے پر یا کسی گھر پر بھی بم پھینکے تو مجھے بتایئے کہ آخر انڈین نیشنل کانگرس کا اس واقعہ کے ارتکاب سے تعلق کیا ہے اس وقت صاحب صدر نے مسٹر راجا کو روک دیا۔ اور کہا کہ اس نے نہایت نامناسب الفاظ استعمال کئے ہیں۔ مسٹر راجا نے کہا کہ مجھے اب بولنے کی اجازت نہیں لیکن میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس ریزولیوشن کو پھینک دیں۔

بابو پرشوتم داس ٹنڈن

مقرر نے ریزولیوشن کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔ جو لوگ تشدد کا بدلہ عدم تشدد سے لینا چاہتے ہیں وہ ہرگز بزدل نہیں۔ میں ڈاکٹر محمد عالم اور سوامی گووندانندجی کی دلیل نہیں سمجھ سکا۔

بابا گوردت سنگھ

نے مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ وائسرائے کو مبارکباد دینا انگریزوں کو دھوکہ دینا اور نوجوانوں کو ناراض کرنا ہے۔ قانون اجازت دیتا ہے کہ اگر کوئی تلوار بندوق سے گھر پر دھاوا کرے تو یہ کوئی جرم نہیں کہ گھر والا اس کی حفاظت کرے۔ خواہ وہ تلوار سے ہو یا بندوق سے۔ دراصل نوجوانوں کو جوش لارنس اور نیل کے بت دلاتے ہیں۔ جنکے ہاتھوں میں تلوار ہے۔ اور انکا اعلان یہ ہے کہ "ہمنے تلوار سے تمہارا گھر لوٹا ہے۔ مگر لوٹنے والا تلوار دکھلائے اور ملک میں تشدد ہو تو نوجوان کیوں جوش میں آئیں۔ اگر مہاتما جی ایسے واقعات کا اعادہ بند کرانا چاہتے ہیں۔ تو ان بتوں کے ہاتھ سے تلوار لے لیجئے۔ بہرکیف میں اس وقت وائسرائے کی خواہ مخواہ خوشامد کے خلاف ہوں۔

گاندھی جی کی جوابی تقریر

گاندھی جی نے جوابی تقریر کرتے ہوئے کہا کہ آپ ہندوستان کی آزادی کا اعلان کرنا چاہتے ہیں۔ آزادی کا مطلب یہ ہے۔ کہ ہندوستان میں رہنے والا ہر شخص آزاد ہو اور اس کی زندگی اور عزت محفوظ ہو۔ یہ کہنا کہ تشدد والے تشدد کرتے ہیں۔ ہم اپنا کام کرتے ہیں۔ آزادی دلانے والی باتیں نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہو گا۔ کہ کانگرس منہ سے کچھ کہتی ہے لیکن فعل سے کچھ اور کرتی ہے۔ اگر آپ اس ریزولیوشن کو پھینک دینا چاہتے ہیں تو اس کے ساتھ ہی کانگرس کے کریڈ کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیں۔ یہ کہنا کہ ریزولیوشن سے انگریزوں کی خوشامد اور ڈر کی بو آتی ہے ہمنے انگریز کی خوشامد مدت سے چھوڑ دی ہے مکمل آزادی کے ساتھ ساتھ یہ کہنا کہ ہم ڈرتے ہیں لغو ہے میں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ اپنے خدا کو حاضر ناظر سمجھکر جو آپکا ضمیر کہتا ہے اسکے مطابق ووٹ دیں۔ اور کسی سے مرعوب نہ ہوں۔

رائے شماری

ازاں بعد ریزولیوشن پر رائیں لی گئیں۔ صاحب صدر نے اعلان کیا کہ ریزولیوشن ۹۰۴ کی موافقت سے اور ۸۲۳ راؤں کی مخالفت سے پاس ہو گیا۔ پنجاب اور بنگال کے ڈیلیگیٹوں کی کثرت نے ریزولیوشن کے خلاف ووٹ دیا۔

مکمل آزادی کا ریزولیوشن

ازاں بعد گاندھی جی نے مکمل آزادی کا ریزولیوشن پیش کیا۔ ریزولیوشن حسب ذیل ہے۔

"یہ کانگرس درجہ نوآبادیات کے متعلق وائسرائے کے ۳۱ر اکتوبر کے بیان پر پارٹی لیڈروں جنمیں کانگرسی کارکن بھی شامل ہیں کے اعلان کے متعلق ورکنگ کمیٹی کی کارروائی کی تائید کرتی ہے اور سوراج کیلئے قومی تحریک کے تصفیہ کیلئے کوششوں کا اعتراف کرتی ہے تاہم جو کچھ اب تک ہوا ہے اسکو مد نظر رکھتے ہوئے اور مہاتما گاندھی۔ پنڈت موتی لال نہرو اور دیگر لیڈروں اور وائسرائے کی ملاقات کے نتیجہ کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کانگرس کی رائے ہے کہ اندریں حالات مجوزہ گول میز کانفرنس میں کانگرس کی نمائندگی لاحاصل ہے۔ اسلئے کلکتہ کانگرس کے ریزولیوشن کے مطابق جو گزشتہ سال پاس کیا گیا تھا۔ یہ کانگرس اعلان کرتی ہے کہ کانگرس کے آئین میں لفظ سوراج کے معنی مکمل آزادی ہونگے کانگرس مزید اعلان کرتی ہے کہ نہرو کمیٹی کی رپورٹ زائد المیعاد ہے۔ اور امید کرتی ہے کہ اسکے بعد تمام کانگرسی اصحاب اپنی تمام توجہ مکمل آزادی کے حصول پر مبذول کریں گے۔ مکمل آزادی کے لئے لڑائی کی تنظیم کے ابتدائی قدم کے طور پر اور کانگرس پالیسی کو حتیٰ الوسع تبدیلی کے

سا مطابقت لینے کیلئے یہ کانگرس مرکزی اور صوبجاتی قانون ساز انجمنوں اور حکومت کی کمیٹیوں کے مقاطعہ کا اعلان کرتی ہے اور کانگرسی اصحاب اور دوسروں سے مطالبہ کرتی ہے کہ آئندہ انتخابات میں حصہ نہ لیں۔ اور موجودہ کانگرسی ممبروں کو حکم دیتی ہے کہ وہ اپنی نشستوں سے مستعفی ہو جائیں۔ یہ کانگرس قوم سے پرزور اپیل کرتی ہے کہ وہ کانگرس کے تعمیری پروگرام کی طرف دھیان دے۔ اور آل انڈیا کانگرس کمیٹی کو اختیار دیتی ہے کہ وہ جب مناسب خیال کرے۔ سول نافرمانی کے پروگرام جس میں عدم ادائیگی ٹیکس بھی شامل ہوگی۔ کو شروع کر دے۔ خواہ وہ منتخب علاقہ جات میں شروع کیا جائے۔ یا دوسری طرح۔"

پنڈت موتی لال نہرو

ریزولیوشن کی تائید کرتے ہوئے پنڈت موتی لال جی نے کہا۔ یہی ایک ریزولیوشن ہے جو اس کانگرس کا ریزولیوشن ہے جو سب سے زیادہ ضروری اور نتائج کے اعتبار سے زیادہ اہم ہے۔ یاد رکھیے کہ یہ ریزولیوشن ۱۹۳۰ء کا یا ۱۹۳۵ء کا نہیں۔ اسمیں جو کچھ ہے ۱۹۳۲ء کا ہوگا۔ اس ریزولیوشن کی ایک ایک اینٹ سوچ سمجھ کر رکھی گئی ہے۔ اور اگر آپ چاہتے ہیں کہ قوم کا سر بلند ہو تو اس ریزولیوشن کو منظور کریں۔

پنڈت مالویہ

پنڈت مدن موہن مالویہ نے ترمیم پیش کی۔ کہ سارے ریزولیوشن کی جگہ یہ الفاظ رکھے جائیں کہ صدر کانگرس کو اختیار دیا جائے۔ کہ مارچ یا اپریل میں دہلی میں ایک آل پارٹیز کانفرنس مدعو کریں جس میں گول میز کانفرنس پر غور کیا جائے اور جب تک یہ کانفرنس نہ ہو کانگرس کا کریڈ تبدیل کرنا ملتوی کر دیا جائے۔

میں تسلیم کرتا ہوں کہ انگریزوں کو اس ملک میں حکومت قائم کرنیکا کوئی حق نہ تھا انہوں نے ظلم کیا برا کیا۔ لیکن ہمارا ہاتھ پتھر کے نیچے دب گیا ہے۔ اسے آہستہ آہستہ نکالا جانا چاہیئے۔ بہت زیادہ تیز گام نہ ہونا چاہیئے۔ سیاسیات میں اتنی جلدی پلٹا نہیں کھایا جا سکتا۔

مسٹر این سی کیلکر

مسٹر این سی کیلکر نے تحریک کی کہ کونسلوں کا بائیکاٹ نہ کیا جائے۔ اور کہا کہ کونسلوں کا بائیکاٹ سیاسی طور پر نہایت غلط ہے۔ چوہدری افضل حق ممبر پنجاب کونسل نے ترمیم کی کہ اس ریزولیوشن پر غور کرنا اپریل تک ملتوی رکھا جائے۔

مسٹر سوبھاش چندر بوس

مسٹر سوبھاش چندر بوس نے ترمیم میں کہا۔ کہ کلکتہ کانگرس کے ریزولیوشن کی مخالفت کرتے ہوئے کانگرس اعلان کرتی ہے کہ سوراجیہ کا مطلب مکمل آزادی ہوگا یعنی برطانیہ سے مکمل قطع تعلق ہوگا۔ ہندوستان میں برطانوی امپیریلزم کو تباہ کرنے اور مکمل آزادی کے حصول کیلئے یہ کانگرس فیصلہ کرتی ہے۔ کہ مکمل آزادی کے حق میں زبردست پروپیگنڈا کیا جائے۔

ڈاکٹر محمد عالم

ڈاکٹر محمد عالم نے ترمیم پیش کی کہ ریزولیوشن سے وائسرائے کی تعریف کے الفاظ اڑا دیئے جائیں۔

مسٹر ستیہ مورتی

مسٹر ستیہ مورتی نے ترمیم کی کہ ریزولیوشن میں سے کونسلوں کے بائیکاٹ کا حصہ اڑا دیا جائے۔

مسٹر پرکاشم

مسٹر پرکاشم نے ترمیم پیش کی۔ کہ اگرچہ یہ درست ہے کہ گول میز کانفرنس میں شرکت کا کوئی فائدہ نہیں تاہم چونکہ ملک کی بعض دیگر انجمنوں کے نمائندگان اور لیڈران کا خیال ہے۔ کہ اس مجوزہ کانفرنس سے کچھ نہ کچھ فائدہ ہو ہی جائیگا۔ اسلئے کانگرس فیصلہ کرتی ہے کہ سول نافرمانی اور مکمل آزادی کے اعلان کو اسوقت تک ملتوی کر دیا جائے۔ جبتک کہ ان لوگوں کی کوششوں کا نتیجہ برآمد نہ ہو جائے۔ البتہ ملک سول نافرمانی کے لئے تیاری کرے۔

مولوی ظفر علی خان

مولوی ظفر علی خان نے ترمیم کی کہ ریزولیوشن کی تمہید جس میں وائسرائے کی تعریف کی گئی ہے نکال دی جائے۔ اور کہا درجہ نو آبادیات تو انگریز اسوقت تک بھی نہ دیگا جبکہ ہمارے اور اس کے درمیان خون کی ندیاں نہ بہ جائیں۔ پنڈت مالویہ جی کہتے ہیں کہ ولایت جاکر ناک رگڑیئے۔ پیٹ کے بل رینگیئے۔ الٹے وہاں جاکر ڈنڈوت کرو۔ درجہ نو آبادیات مل جائیگا۔ (اتنے میں گھنٹی بجی تو مولوی صاحب نے کہا مالوی جی غلامی کی تعلیم دیں تو پچاس منٹ اور اگر میں آزادی کی تعلیم دوں تو گھنٹی جھٹ بج گئی)

گاندھی جی نے اپنی آخری تقریر میں ریزولیوشن کے حق میں اپیل کی۔ آپ نے نہایت زبردست الفاظ میں ملک کے نوجوانوں اور عوام سے کہا ذرا انتظار کیجیے میں ابھی زندہ ہوں۔ تمام ترامیم پر رائیں لی گئیں۔

آخر مکمل آزادی کے ریزولیوشن پر ووٹ لئے گئے۔ ریزولیوشن پاس ہوگیا۔ ۲۰ ہزار ڈیلیگیٹوں میں سے صرف ۶ ڈیلیگیٹوں نے ریزولیوشن کے خلاف ووٹ دیئے۔

خدا کی نعمت

نرینہ اولاد

۱۹۱۰ء میں خلیفۃ المسیح اول مولانا مولوی نورالدین صاحبؓ نے میری شادی کرائی۔ بعد ازیں میرے گھر یکے بعد دیگرے دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ چونکہ مولوی صاحب تمام مخلوق کے لئے رحمت تھے۔ آپ میرے ساتھ مہربانی فرماتے۔ کیونکہ ۱۹۰۲ء سے میں نے آپ کے پاس رہنا شروع کیا۔ آپ مجھے پڑھاتے اور شفقت فرماتے رہے ایک روز طب کا سبق پڑھاتے ہوئے مجھ سے فرمایا "میاں تمہارے گھر لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اور یہ بیماری ہے۔ یہ نسخہ بنا کر استعمال کرو۔ خدا کے فضل سے لڑکے پیدا ہوتے ہیں۔ یہ عجیب علاج ہے" میں نے خیال نہ کیا۔ پھر میرے گھر تیسری لڑکی تولد ہوئی۔ تب میں نے آپ کی بتائی ہوئی دوائی استعمال کی۔ اس کے استعمال کے بعد میرے تین لڑکے خدا کے فضل سے ہوئے۔ میں نے اپنے کئی دوستوں کو یہ دوائی کھلائی۔ انکے ہاں بھی اللہ تعالیٰ نے نرینہ اولاد عطا فرمائی۔ جن دوستوں کو نرینہ اولاد کی خواہش ہو۔ یہ دوائی منگا کر استعمال کریں۔ خدا کے فضل سے نرینہ اولاد ہوگی۔ قیمت چھ روپے آٹھ آنے (۶ روپے ۸ آنے)

عبدالرحمٰن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان

چند لڑکوں کی ضرورت

ایک اخبار کے دفتر میں جو دہلی میں ہے چند ایسے ہوشیار لڑکوں کی ضرورت ہے۔ جو اخبار کو بازاروں میں فروخت کر سکیں۔ اور ایک ایسے شخص کی ضرورت ہے۔ جو انگریزی جانتا ہو۔ اور ان لڑکوں کا حساب کتاب رکھ سکے۔ ضرورت مند میرے پاس اپنی درخواستیں بھجوا دیں۔ میں سفارش کے ساتھ مینجر صاحب مذکور کی خدمت میں بھجوا دوں گا۔ پھر جن کو وہ پسند کریں گے بھجوا دیا جائے گا:

(ناظر امور عامہ قادیان)

رشتہ کی ضرورت

نام حاجی برکت علی صاحب پڑھے لکھے ہیں۔ عمر ۳۵ سال۔ نجاری کرتا ہے۔ روپیہ سوا روزانہ کماتا ہے۔ مکان اپنا ہے۔ شادی کا خواہشمند ہے۔ اہل حاجت خط و کتابت کریں۔ بیوہ ہو یا کنواری گھر بار سنبھال سکے۔

خط و کتابت بنام روشن دین مستری موضع رنگے پور ڈاکخانہ غوطہ فتح گڑھ ضلع سیالکوٹ

ریلوے کی پُرمنافع تجارت

کیلئے چند ایسے سرمایہ داروں کے لئے نادر موقع ہے

جو بہت جلد پانصد۔ ایکہزار۔ تین ہزار یا زائد پندرہ فیصدی معین شرح منافع کی گارنٹی پر تین سال کے لئے لگا سکیں۔ منافع ہر سہ ماہی۔ ششماہی یا سالانہ حسب خواہش درخواست کنندہ ادا ہوتا ہے۔ علاوہ اس کے انہیں حصول ٹھیکہ اور ملازمت میں بھی ترجیح دی جائیگی۔ درخواستیں بہت جلد مع دس فیصدی پیشگی کے آنی چاہئیں:۔

عراق ہوس۔ مینجنگ ایجنٹس قرولی سٹیٹ ریلویز لمیٹڈ فورٹ بمبئی

بے نظیر طبی کتابیں

یہ علوم علم طب میں بیا انمول ہوتی ہیں جسے درکار ہوں وہ کوڑوں کے مول منگوائے انیسویں صدی کی دو بے نظیر اردو طبی کتابیں مؤلفہ جناب حکیم محمد مجید صاحب چودھری نائب صدر انجمن ترقی اردو مدراس کلیات طب جدید ۴۷۴ صفحہ قیمت ۲ روپیہ تحقیقات جدید حصہ اول ۲۶۲ صفحے قیمت ۱۲ ہر دو کے ایک ساتھ خریدار کو ۲ روپیہ محصولڈاک ہر حالت میں علاوہ بڑے بڑے طبیبوں ڈاکٹروں علما و فضلا اور اردو دیوں سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہے طب جدید کے معلومات کا ذخیرہ میڈیکل سائنس کے اعجاز نما انکشافات کا خزینہ اور مغربی تحقیقات کا مختصر انسائیکلو پیڈیا طبیبوں اور غیر طبیبوں کے لئے یکساں مفید زبان دلچسپ سلیس اور عام فہم اردو لٹریچر میں ایک جلیل القدر اضافہ قابل مطالعہ و لایق دید درخواست پر پراسپکٹس مفت روانہ کیا جائیگا۔ المشتہر:۔

عبدالحمید حسن بی اے ایل ایل بی (علیگ) سکرٹری انجمن ترقی اردو مدراس بمقام وانمباڑی

ہومیو پیتھک علاج

کیلئے ضرورتمند اصحاب مفصلہ ذیل پتے پر خط و کتابت کریں پرانی مردانہ و زنانہ تکالیف کا نہایت احسن طریق سے بذریعہ خط و کتابت علاج ہوتا ہے۔

المشتہر:۔ ڈاکٹر محمد حسن ایچ ایم ڈی نواب گنج کانپور

طب ہومیو پیتھی کی مکمل نایاب و نادر تصنیف

"پیام صحت" حصہ اول

(مشتمل بر دو جلد)

جلد اول } در بارہ تشریح جسم انسانی و افعال الاعضاء حفظان صحت۔ فلسفہ طب ہومیو پیتھی۔ طریق تشخیص امراض۔ طریق دواسازی و خواص الادویہ۔ ضخامت ۶۰۰ صفحات تصاویر و نقشہ جات زائد از دو صد قیمت آٹھ روپیے علاوہ محصولڈاک۔

جلد دوم } در بارہ علم العلاج۔ علامات و اسباب مرض تشریح العلامات و دیگر ہومیو طبی لغات۔ ضخامت گیارہ سو صفحات قیمت بارہ روپیہ علاوہ محصولڈاک۔ **رعایت** } ہر دو کے خریدار سے صرف اٹھارہ روپیہ علاوہ محصولڈاک۔

ملنے کا پتہ:۔ ہومیو پیتھک میڈیکل ہال۔ چھاونی فیروزپور

اخبارات کے ریویو نامور اطباء کی آراء مضامین مندرجہ کی نقل مفت طلب کریں

باجلاس شیخ عبدالغنی صاحب نائب تحصیلدار جھنگ ضلع جھنگ اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوم

مولوی محمد فضل ولد مولوی ولی محمد و مولوی محمد افضل ولد مولوی علی محمد اقوام جھیلہ سیال راجپوت سکنہ موضع والو استانہ تحصیل جھنگ پیشہ زمیندارہ بمختاری صالح محمد ولد میاں قادر بخش ذات جٹ گوندل سکنہ عمرانہ جنوبی تحصیل جھنگ حال والو استانہ تحصیل جھنگ مدعی۔

بنام

(۱) لوہارا ولد محمد یار مہر کہان والو استانہ تحصیل جھنگ (۲) عطار محمد ولد فتح دریا مجاور کھوکھر سکنہ اٹھاراں ہزاری (۳) رام چند ولد تلوکا اروڑہ بھوٹیانے سکنہ والو استانہ تحصیل جھنگ۔ (۴) ٹھاکر داس ولد فتح چند بھوٹیانے سکنہ والو استانہ تحصیل جھنگ (۵) حضور سنگھ ولد فتح چند 〃

(۶) لوکھر ولد پریم سنگھ 〃 〃 〃

(۷) جودھا 〃 〃 〃 〃

(۸) ساد ہو رام ولد چند ارام 〃 〃 〃

(۹) امیر چند ولد جیا رام 〃 〃 〃

(۱۰) جوالا داس ولد تلوکا رام 〃 〃 〃

(۱۱) مجن ولد اوتم چند 〃 〃 〃

(۱۲) پریم دیال 〃 〃 〃 〃

(۱۳) ٹھاکر داس ولد 〃 〃 〃 〃

〃 〃

درخواست تقسیم اراضی کھاتہ نمبر ۵۰ رقبہ ۱۸ کنال متعلق چاہ مہر کہاناں والا مرفون واقعہ موضع والو استانہ تحصیل جھنگ۔

مقدمہ مندرجہ بالا میں مدعا علیہم پر تعمیل نوٹس نہیں ہوتی ہے باوجود اطلاع عامہ جاری کرنے کے وہ حاضر نہیں ہوئے ہیں۔ لہذا بذریعہ اشتہار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے کہ وہ بتاریخ ۱۴/۱ حاضر ہو کر وجہ ظاہر کریں کہ کیوں تقسیم نہ کیجاوے اگر بتاریخ مذکورہ حاضر نہ ہوں گے تو کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاوے گی۔ اور کوئی عذر سماعت نہ ہوگا: ۱۲/۲۹ ۲۱

آج بتاریخ ۱۲/۲۹ ۱۲ بہ ثبت ہمارے دستخط اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

ہندوستان کی خبریں!

سال نو کی تقریب پر جن لوگوں کو خطابات دیئے گئے ہیں۔ ان میں آنریبل خان بہادر چودھری شہاب الدین پریذیڈنٹ لیجسلیٹو کونسل پنجاب کو سر اور مولوی محرم علی صاحب چشتی ایڈووکیٹ لاہور کو خان بہادر کے خطابات ملے ہیں۔

نئی دہلی۔ ۳۰ر دسمبر۔ مسٹر میکینا نیکے آئی۔ سی۔ ایس کو کابل میں برطانوی سفیر مقرر کیا گیا ہے۔

پٹنہ۔ ۳۱ر دسمبر۔ مورخہ ۲۷ر دسمبر کی صبح کو مسٹر مظہر الحق کے بائیں ہاتھ اور ٹانگ پر دفعتہً فالج کا حملہ ہوا۔ اور رات کے وقت آپ کی زبان بھی فالج کے حملہ سے متاثر ہو گئی۔

لاہور۔ یکم جنوری۔ لاجپت رائے نگر میں رات کے ۱۲ بجے کے بعد مکمل آزادی کا ریزولیوشن پاس ہو جانے کے بعد پنڈت جواہر لال نہرو نے آزاد ہندوستان کا آزاد جھنڈا لہرانے کی رسم ادا کی۔ والنٹیروں نے جھنڈے کی سلامی اتاری۔ اور لیڈی والنٹیروں نے جھنڈے کا قومی گیت گایا۔ آزاد ہندوستان زندہ باد کے نعرے لگائے گئے۔

لاہور۔ یکم جنوری۔ پنڈت موتی لال نہرو نے ایک بیان شائع کیا ہے۔ جس میں وہ لکھتے ہیں۔ "میں اس قرارداد کے رو سے جو گذشتہ شب انڈین نیشنل کانگریس نے منظور کی لیجسلیٹو کونسل آف سٹیٹ کے تمام کانگریسی ارکان سے پرزور مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ فوراً گورنر جنرل کے پاس باقاعدہ طور پر اپنا استعفا بھیج کر مجھے مطلع کریں۔" مسٹر ڈی پرکاشم ایم۔ ایل۔ اے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ میں پہلے ہی مستعفی ہو چکا ہوں۔

لاہور۔ یکم جنوری۔ پنڈت مالوی۔ میسرز مونجے کیلکر و چند دیگر اصحاب نے کانگرسی اصحاب کے نام ایک اپیل شائع کی ہے جس میں خواہش ظاہر کی ہے۔ کہ اسمبلی اور کونسلوں سے ۱۸ر جنوری سے پہلے مستعفی نہ ہوں۔ کیونکہ اس کے متعلق صورت حالات پر غور کرنے کے لئے ۱۸ر جنوری کو دہلی میں اسمبلی کے کانگرسی ارکان کا ایک ضروری جلسہ ہوگا۔

بمبئی۔ ۲ر جنوری۔ مسٹر جناح نے ایک ملاقات کے دوران میں کانگریس کی قرارداد آزادی کی صاف طور پر مذمت کی ہے

میرٹھ۔ ۲ر جنوری۔ مقدمہ سازش میرٹھ میں حکم سنانے کے لئے آج کی تاریخ مقرر تھی۔ لیکن عدالت کا اجلاس شروع ہونے پر مجسٹریٹ نے اعلان کیا۔ کہ فیصلہ ۱۶ر جنوری کو سنایا جائیگا۔

لاہور۔ ۴ر جنوری۔ آل انڈیا کانگریس کمیٹی کی کارکن کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ ہندوستان بھر میں ۲۶ر جنوری کو آزادی کا دن منایا جائے۔

لاہور۔ یکم جنوری۔ ۱۲ بجے بعد دوپہر کانگریس کا کھلا اجلاس شروع ہوا۔ پنڈت جواہر لال نہرو صدر نے مشرقی افریقہ کے ہندوستانیوں سے اظہار ہمدردی اور مسٹر سکلاتوالہ کو پاسپورٹ نہ دینے کی وجہ سے حکومت کی مذمت کے ریزولیوشن پیش کئے۔ جو متفقہ طور پر پاس ہوتے۔ پھر آپ نے ایک قرارداد بدیں مضمون پیش کی۔ کہ گورنمنٹ بے شمار روپیہ غیر ضروری طور پر خرچ کرتی ہے جو محض امپیریل مفاد کے لئے ہوتا ہے۔ لیکن وہ تمام مالی بوجھ ہندوستان پر ڈال دیا جاتا ہے۔ جو قرض وغیرہ جنگوں کی خاطر حکومت لیتی ہے۔ وہ بھی ہندوستان کے ذمہ ڈال دیئے جاتے ہیں۔ آزاد ہندوستان صرف انہیں قرضہ جات کا ذمہ دار ہوگا۔ جنہیں ایک آزاد ٹریبیونل جائز اور مناسب قرار دیگا۔ اس کے بعد کانگریس کو فروری یا مارچ میں منعقد کرنے اور دیسی ریاستوں میں والیان ریاست کی طرف سے ذمہ دار نظام حکومت قائم کئے جانے کی استدعا کے ریزولیوشن پاس کئے گئے۔

چیف میڈیکل افسر کانگرس نے بتلایا ہے۔ کہ لاجپت نگر میں دو ہزار مریضوں کا علاج کیا گیا ہے۔ مریض عام طور پر زکام اور [illegible] گلے کے تھے۔

لاہور۔ یکم جنوری۔ کراچی۔ میرٹھ اور بمبئی میں کانگرس کے آئندہ اجلاس کے لئے دعوت دی گئی تھی۔ رائیں لینے پر فیصلہ کراچی کے حق میں ہوا۔ چنانچہ آئندہ اجلاس کراچی میں ہوگا۔

لاہور۔ یکم جنوری۔ آئندہ سال کے لئے سیٹھ جمنا لال بجاج اور مسٹر شوپرشاد گپتا کو کانگرس کا خزانچی مقرر کیا گیا۔ مسٹر شری پرکاش اور مسٹر سید محمود سیکرٹری چنے گئے۔ اور دیپ لال اینڈ شاہ کا ڈیٹر مقرر کئے گئے۔

لاہور۔ یکم جنوری۔ آج گول باغ میں آریہ سوراجیہ سبھا کے زیر اہتمام لالہ لاجپت رائے کے مجسمہ کی نقاب کشائی دی۔ جے پٹیل صدر لیجسلیٹو اسمبلی کے ہاتھوں ادا ہوئی۔ آپ نے کہا اگر گورنمنٹ لالہ جی کے بت کے لئے جگہ نہ دیتی۔ تو میں لالہ جی کا بت اسمبلی ہال میں نصب کراتا۔ گورنمنٹ نے خوش قسمتی سے یا بد قسمتی سے جگہ کا سوال حل کر دیا۔ اور مجھے اس سے مایوسی ہوئی۔

لاہور۔ ۲ر جنوری۔ بابا گوردت سنگھ نے مجلس عاملہ آل انڈیا کانگریس کے روبرو تجویز پیش کی ہے۔ کہ لاجپت رائے نگر کے رقبہ کو جہاں قومی جھنڈا لہرایا گیا تھا۔ قوم کے لئے خرید لیا جائے اور جھنڈا وہیں گڑا رہے۔ جہاں کہ وہ اس وقت گڑا ہوا ہے۔

پشاور۔ ۲۷ر دسمبر۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ نادر خان کی گورنمنٹ نے ایک اعلان شائع کیا ہے۔ جس کے ماتحت امان اللہ خان۔ محمود طرزی۔ عنایت اللہ خان وغیرہ کا داخلہ افغانستان میں بند کر دیا گیا ہے۔

لاہور۔ ۲ر جنوری۔ آج شام کو جرنلسٹ کانفرنس کا اجلاس زیر صدارت مسٹر سید عبد اللہ بریلوی ایڈیٹر بمبئی کرانیکل منعقد ہوا۔ کئی اہم ریزولیوشن پاس کئے گئے۔ ایک میں اخبارات سے درخواست کی گئی ہے۔ کہ وہ ایسے اشتہارات شائع نہ کریں۔ جو ملکی مفاد کے خلاف یا پبلک کے اخلاق کو بگاڑنے والے ہوں۔ ایک ریزولیوشن میں گورنمنٹ نے اخبارات کے خلاف جو تشدد کی پالیسی اختیار کر رکھی ہے اسکے خلاف پروٹسٹ کیا گیا۔ نیز قرار پایا۔ کہ لیجسلیچروں کے اجلاسوں اور عدالتوں میں جرنلسٹوں کو بغیر کسی غیر معمولی پابندی کے آنیکا حق ہے۔ اور پنجاب کونسل میں پریس نمائندگان کو جس طریقہ سے پاس جاری کئے جاتے ہیں۔ اور پنجاب مجسٹریٹ کی عدالت کے باہر پولیس رپورٹروں کی جو تلاشی لی جاتی ہے۔ اسکے خلاف زوردار پروٹسٹ کیا گیا۔ ان کے علاوہ اور بھی کئی ریزولیوشن پاس کئے گئے۔

ممالک غیر کی خبریں!

لنڈن۔ ۳۰ر دسمبر۔ کولمبس ٹیکسس سے خبر موصول ہوئی ہے۔ کہ ڈاکٹر فریو ناتھن کارنروسٹ کے ایک حادثے سے ہلاک ہو گئے اس سے مقبرۂ طوطن خامین کی نحوست و لعنت کا افسانہ تازہ ہو گیا ہے۔ ڈاکٹر کارور اس جماعت کے رکن تھے جس نے طوطن خامین کا مقبرہ دریافت کیا۔ اس جماعت کے آٹھ رکن اس سے پہلے ہلاک ہو چکے ہیں۔

لنڈن۔ ۳۰ر دسمبر۔ "سول اینڈ ملٹری گزٹ" لاہور کا نامہ نگار خصوصی رقمطراز ہے۔ لنڈن کے روزانہ اخبارات لاہور کانگریس کی کارروائی کو زبردست اہمیت دینے میں برابر مصروف ہیں۔ متعدد جرائد نے اس کارروائی پر اظہار خیالات کرتے ہوئے تشدد سے کام لینے پر زور دیا ہے۔ تاکہ اس صورت حالات کا خاتمہ ہو جائے جس سے ملک میں شورش پھیل جانے کا خطرہ ہے۔

پیسلے کے گلین سینما میں تماشے کے وقت آگ لگ گئی۔ جس سے دم گھٹ جانے یا پاؤں کے نیچے روندے جانے سے سات سو تماشائی بچوں میں سے تقریباً اسّی ہلاک ہو گئے۔

لنڈن۔ ۲ر جنوری۔ لاہور کانگرس نے جو ریزولیوشن پاس کر دیئے ہیں۔ انہوں نے لنڈن میں ہیجان پیدا کر دیا ہے۔ اور اس سے لیبر پارٹی کی پوزیشن بھی کچھ خطرہ میں پڑ گئی ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ وزیر ہند بہت جلد ہندوستان کے متعلق ایک بیان دینے والے ہیں۔

بخارسٹ۔ ۳۱ر دسمبر۔ ۱۹۲۹ء میں رومانیہ کی سرکاری ریلوے پر بہت زیادہ حادثات ہوئے۔ ۳۲۵ تصادم ہوئے۔ ۱۰۰۰ ٹرینیں پٹری سے اتریں۔ ۱۸۹۵ دوسرے حادثات پیش آئے۔ اور پانچ سو آدمی ہلاک ہوئے۔

لنڈن۔ ۲ر جنوری۔ سائمن کمیشن کی رپورٹ کی اشاعت میں کچھ پیچیدگیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ رپورٹ مارچ کے پہلے ہفتہ سے پہلے شائع نہیں ہو سکے گی۔

مراکو میں زمین کے اندر سے ایک کھوپڑی ملی ہے۔ کہ جو تین لاکھ سال کی پرانی بتائی جاتی ہے۔ سائنس دانوں کا ایک مشن اس کے متعلق تحقیقات کرنے کے لئے جا رہا ہے۔

[illegible] ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر [illegible] کیلئے قادیان سے شائع کیا